بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وسیلۃ الرسول ﷺ

ترجمہ و تحقیق

کتاب مستطاب اساس الاصول

مولفہ

سید دلدار علی غفرانمآب نجفی لکھنوی ۱۲۳۵

جلد ۱

تحقیق و نگارش

میراث علمی مکتب اہل بیت ع

Presented By: https://jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وسیلۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترجمہ و تحقیق

کتاب مستطاب اساس الاصول

مولفہ

سید دلدار علی غفرانمآب نجفی لکھنوی ۱۲۳۵

ج ۱

تحقیق و نگارش

میراث علمی مکتب اہل بیت ع

Presented By: https://jafrilibrary.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

عنوان تحقیق .... وسیلۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ذیلی عنوان .... ترجمہ و تحقیق کتاب مستطاب اساس الاصول
موضوع .... علم اصول فقہ شیعہ
سطح تحقیق .... بنیادی و تخصصی
تحقیق و نشر .... میراث علمی مکتب اہل بیت ع
تاریخ تحقیق ۲۰۱۹
قیمت ۵۰۰

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

فہرست مطالب

مقدمہ تحقیق ۹
تاریخ اور تاسیس علم اصول ۱۲
موسس علم اصول کے متعلق ایک دوسرے قول کی تحقیق ۱۳
اصول فقہ کے شیعہ علماء اور طبقات مولفین ۱۴
تاریخ علم اصول کے ادوار ۱۵
دور اول: حضور ائمہؑ کا زمانہ ۱۵
دوسرا دور: متقدمین ۱۶
دور سوم: دور متاخرین ۱۷
متاخرین کی کتب علمیہ ۱۹
اصولیوں اور اخباریوں (محدثین) کے متعلق ۲۴
اصولیوں اور اخباریوں کے نظریات کا تقابلی جائزہ ۲۴
مولف اساس الاصول ۲۷
کتاب اساس الاصول ۳۰
کتاب کے مندرجات کی فہرست ۳۰
کتاب اساس الاصول کی خصوصیات ۳۵

Presented By: https://jafrilibrary.com

تحقیق کی خصوصیات ۳۷
خطبہ مولف ۳۹
[عقیدہ رسالت] ۳۹
[قرآن کریم کے متعلق شیعہ عقیدہ] ۳۹
[عقیدہ امامت کا بیان] ۴۰
[علم اصول فقہ کی اہمیت کا بیان] ۴۱
[علم اصول شیعہ کی تاریخ کی طرف اشارہ] ۴۲
[منکرین اصول فقہ کا بیان] ۴۲
[کتاب اساس الاصول کی وجہ تالیف] ۴۲
[شیعہ علماء حقہ کی عظمت کا بیان] ۴۳
[مخاطب سے انصاف طلبی] ۴۴
[ممکنہ اشتباہات سے عذر خواہی] ۴۴
[کتاب کے مطالب کی ترتیب] ۴۵
مقدمہ ۴۶
[فوائد مدنیہ سے علامہ پر دو بنیادی اعتراضات کا اقتباس] ۴۶
تبصرہ ۴۸
[فوائد مدنیہ سے دوسرے اقتباسات] ۴۸
[قدیم شیعہ علماء کے متعلق استر آبادی کی قصہ گوئی] ۴۸
تبصرہ ۵۰

Presented By: https://jafrilibrary.com

[دیگر اخباریوں کا تذکرہ] ۵۱
مقصد اول: قرآن کی حجیت ۵۲
[دفع شبہات] ۵۳
[روایات سے قرآن کے ظواہر پر عمل کی تاکید] ۵۳
[قرآن وسنت پر عمل کرنے کی تاکید] ۵۳
[حدیث کو قرآن پر عرضہ کرنے کی روایات سے استدلال] ۵۵
[دفع شبہات] ۵۶
[کتاب القرآن کافی و تفسیر عیاشی سے اقتباس] ۵۷
[حدیث ثقلین سے استدلال] ۵۹
[محکم و متشابہہ کے معانی کی تحقیق] ۶۰
[طبرسی کے کلام سے اقتباس] ۶۰
[مولف کی تحقیق مزید] ۶۱
[خطبہ فدکیہ حضرت زہراء علیہا السلام سے اقتباس] ۶۲
[ابی بن کعب کے دفاع ولایت سے اقتباس] ۶۲
[سلمان فارسی کے خط سے اقتباس] ۶۳
[امام جوادع کی بحث سے اقتباس] ۶۴
[اصحاب کی عملی تربیت کا نمونہ] ۶۸
[خدا کی زینتوں سے دور کی مذمت کی روایات] ۶۸
[آیت تدبر فی القرآن سے استدلال] ۷۰

Presented By: https://jafrilibrary.com

[شبہہ کا ردّ] ۷۰
[آیت؛ آیات قرآن کی محکم و متشابہہ میں تقسیم سے استدلال] ۷۱
[علماء اسلاف کے کلام سے اقتباس] ۷۲
[مقدمہ کافی کلینی سے اقتباس] ۷۲
انسانوں پر خدا کا قانون نافذ ہونے کی عقلی دلیل ۷۴
[علم و یقین حاصل کرنے کی ضرورت] ۷۷
[شیخ صدوق کے کلام سے اقتباسات] ۷۹
[محمد تقی مجلسی کی روضۃ المتقین سے اقتباس] ۷۹
[تبصرہ و تحلیل] ۸۰
[محمد تقی مجلسی کی لوامع صاحبقرانی سے اقتباس] ۸۱
تبصرہ ۸۱
[فقیہ صدوق کے دیگر اقتباسات] ۸۲
[مفسر طبرسی کا بیان] ۸۳
[مقدس اردبیلی کا بیان] ۸۵
[فوائد مدنیہ میں استرآبادی کا بیان] ۸۶
ملحق: روایات کو قرآن پر پیش کرنے کی تکمیل ۸۹
احادیث کو قرآن پر پیش کرنے کی روایات ۹۰

Presented By: https://jafrilibrary.com

مقدمہ تحقیق

خدا تعالی نے انسان کو عقل و شعور کی نعمت سے نوازا اور اسے دوسری مخلوقات سے ممتاز کیا ہے اور اس کی مزید ہدایت کیلئے نبیوں کو مبعوث کیا اور آسمانی کتابیں نازل کیں، یوں یہ سلسلہ جاری رہا، آخری نبی اور ان کی کتاب قرآن نے اس سلسلہ کو ختم کر دیا اور اوصیاء معصوم ع اور ان کی پیروی میں علماء اعلام نے دین اسلام کی تعلیمات کو نشر عام کیا۔
اسلامی تعلیمات کو سمجھنے کیلئے مختلف علوم پیدا ہوئے، ان میں علم عقائد، تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ و سیرت اور اصول و قواعد شامل ہیں، ان علوم میں بہت زیادہ ابحاث اور اختلاف رہے ان میں اصول فقہ کے بارے میں شیعہ مکتب میں اختلاف متاخرین میں اصولی و اخباری رنگ اختیار کر گیا، اس جدال میں شیعہ علماء اصول نے جامع طریقہ سے اپنے مکتب کو قرآن و سنت معصومین ع سے پیش کیا اور اخباریوں کے شبہات اور اعتراضات کا جواب دیا جب یہ ابحاث ایران و عراق کے علمی مراکز میں ہو رہی تھیں اسی وقت بر صغیر پاک و ہند میں علم و دانش کے ستارے چمکے اور انہوں نے جہاں مخالفین سے مناظرے کر کے مکتب تشیع کی حقانیت کو منوایا وہیں شیعہ علمی میراث میں خاطر خواہ اضافہ کیا ہے ان میں سید دلدار علی غفرانمآب کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ بر صغیر میں مکتب تشیع کی پہلی باقاعدہ جمعہ جماعت قائم کرنے میں کامیاب ہوئے اور اس مکتب کی تجدید نو میں سنگ میل کی حیثیت اختیار کر گئے انہوں نے عقائد و کلام میں کتابیں لکھیں وہیں فقہ و اصول میں جامع تحقیقات پیش کیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

ان کی کتاب اساس الاصول مکتب اصول شیعہ کے دفاع میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے جسے دیکھ حوزات علمیہ کے اعلام نے مدح بلیغ فرمائی، اور یہ کتاب اڑھائی سو سال پہلے تالیف ہوئی مگر اس کی اشاعتیں اور کثیر نسخے حوزات اور تشیع کے کتب خانوں میں کثیر نہیں ہوئے۔

اس کی تحقیق اور ترجمہ بھی ہوا لیکن محدودیت کا شکار رہا، اس بنیادی اور نہایت علمی کتاب کی تحقیق پر میراث علمی مکتب اہل بیت ع نے توجہ کی اور خدا کی توفیق و مدد شامل ہونے سے اس پر کئی مجلدات میں مفید حواشی اور مختلف فوائد سے بھرپور اشاعت اور نشر عام کا اہتمام کیا ہے امید ہے یہ خدمت مکتب اہل بیت ع کی علمی شناخت میں مفید واقع ہوگی اور خدا کی بارگاہ میں مقبول ہوگی اور ذخیرہ آخرت قرار پائے گی اور محققین مکتب اہل بیت ع کے لیے مزید تحقیقات علمی کی اشاعت کیلئے اسباب الٰہی فراہم ہونے کا وسیلہ ہوگی۔ آمین۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

خالق متعال فرماتا ہے: وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ[1].

ترجمہ: اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب مومنین نکل کھڑے ہوں، پھر کیوں نہ ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے تا کہ وہ دین کی سمجھ پیدا کریں اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آئیں تو انہیں تنبیہ کریں تا کہ وہ (ہلاکت خیز باتوں سے) بچے رہیں۔

ائمہ معصومینؑ سے منقول ہے: «إِنَّمَا عَلَيْنَا أَنْ نُلْقِيَ إِلَيْكُمُ الْأُصُولَ وَ عَلَيْكُمْ أَنْ تُفَرِّعُوا...[2]؛ بتحقیق ہم پر لازم ہے کہ تمہیں اصول کلی کو بیان کریں اور تم پر لازم ہے کہ ان سے فروعات نکالو.

---

[1] ۔ سورہ توبہ آیت نمبر: ۱۲۲

[2] ۔ یہ روایت جوامع حدیثی میں تین راویوں؛ ہشام بن سالم، زرارہ اور ابو بصیر کے واسطہ سے نقل ہوئی؛ حلّی، ابن ادریس، محمد بن منصور بن احمد، السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی (المستطرفات)، ج ۳، ص ۵۷۵ از اصل ابی نصر بزنطی، احسائی، ابن ابی جمہور، محمد بن علی، عوالی اللئالی العزیزیۃ، ج ۴، ص: ۶۴، عاملی، حرّ، محمد بن حسن، وسائل الشیعۃ، ج ۲۷، ص: ۶۲، و بعض محققین نے اسکی تصحیح کی؛ جیسے شہید ثانی نے فرمایا: **رواہ زرارۃ وابو بصیر فی الصحیح عن الباقر والصادق علیہم السلام، إنّہما قالا: علینا ان نُلقیَ إلیکم الاُصول و علیکم إن تفرّعوا**؛ رسائل الشہید الثانی رسائل الشہید الثانی ج ۲، ص ۷۷۶، اور صاحب حاشیہ معالم نے فرمایا: **و قد یتمسّک لمشروعیّۃ الاجتہاد: بما ورد فی الصحاح المستفیضۃ الّتی رواہا زرارۃ وابو بصیر عن الباقر والصادق علیہما السّلام والبزنطی عن الرضا علیہ السّلام و ہو ایضا فی جامعہ عن ہشام ابن سالم عن الصادق علیہ السّلام من قولہم علیہم السّلام: «علینا ان نلقی إلیکم الاصول و علیکم إن تفرّعوا»**، قزوینی، سید علی موسوی، التعلیقۃ علی معالم الأصول، ص ۱۰۴».

Presented By: https://jafrilibrary.com

تاریخ اور تاسیس علم اصول

دین مبین اسلام میں دو بڑے فرقے ہیں جب علم اصول کے متعلق تحقیق کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ علم اصول کے موسس و مدون اور اس علم کی پرورش کرنے والے شیعہ اور انکے ائمہ معصومینؑ ہیں، جیسا کہ محقق حسن صدر کا بیان ہے:

الامام الباقرو ابنه جعفر الصادق ع هما اول من اسسا علم الاصول وفتح بابه وفتقا مسائله بها املياه على اصحابهما من قوانين محكمة ومعالم بينة وفرائد اصولية اصلية احتفظت بها موسوعاتنا الحديثية الكثيرة[1]، امام باقرؑ اور ان کے فرزند گرامی امام جعفر صادقؑ نے سب سے پہلے علم اصول کی بنیاد رکھی اور اس باب کو کھولا اور ان کے مسائل کو بیان کیا جو اپنے اصحاب کو لکھوائے جن میں محکم قوانین اور واضح معارف اور ایسے نادر جواہر اصولی بیان ہوئے جنہیں ہماری حدیث کی کتابوں میں محفوظ کیا گیا ہے۔

بلکہ اس کے متعلق سب سے پہلے امام علی ع نے کلام فرمایا آپ نے ساٹھ قسم کے علوم قرآن کی املاء کرائی اور فرمایا قرآن میں ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ اور عام و خاص موجود ہے اور یہی اس علم کی مہم ابحاث ہیں۔ آپ کے بعد ائمہ معصومینؑ، خصوصاً امام باقرؑ و صادقؑ (۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ. ۱۵ رجب ۱۴۸ھ) نے شافعی سے پہلے اپنے اصحاب کو اس علم کے مہم مسائل سے آگاہ فرمایا۔ ذیل میں اس کی تفصیل درج ہے:

۱۔ شروط اجتہاد، جواز تقلید، شروط مجتہد (امام صادقؑ)۔
۲۔ حجیت ظواہر الفاظ (امام صادقؑ)۔
۳۔ عام و خاص اور مطلق و مقید پہ عمل کا جواز (امام صادق، کاظم و رضاؑ)
۴۔ اصول کلیہ سے فروع نکالنے کا جواز (امام صادقؑ)

[1]۔ تاسیس الشیعہ لعلوم الاسلام، ص ۳۱۰، اعیان الشیعہ ج ۱ ص ۱۹۸ ط ۱۹۹۸.

Presented By: https://jafrilibrary.com

۵۔اصل برائت پہ عمل کرنے کا جواز (امام صادقؑ)
۶۔تکلیف مالا یطاق کا ممتنع ہونا (امام صادقؑ)۔
۷۔شبہ محصورہ سے اجتناب کا واجب ہونا (امام صادقؑ)
۸۔حجیت استصحاب (امام باقر و صادقؑ)
۹۔قیاس کی عدم حجیت (امام محمد باقر وامام صادق اور کاظمؑ)۔
۱۰۔اصالۃالحل فی المشتبہ مع عدم العلم (امام محمد باقر وامام صادقؑ)۔
۱۱۔علاج اخبار متعارضہ، بحث تعادل وتراجیح (امام محمد باقر وامام صادقؑ)۔
۱۲۔کتاب وسنت کی طرف رجوع واجب ہے (امام صادق وکاظمؑ)۔
۱۳۔حجیت خبر واحد ثقہ (امام ہادی وحسن عسکری اور امام زمانؑ)۔

موسس علم اصول کے متعلق ایک دوسرے قول کی تحقیق

بعض مولفین، تاریخ علم اصول میں کہتے ہیں کہ اس کا موسس امام شافعی ہے :اول من صنف فی اصول الفقه الامام الشافعی یعنی علم اصول میں سب سے پہلے تصنیف کرنے والے امام شافعی م۱۹۸ھ ہیں[۱]۔

تبصرہ:۔سابقہ بیان سے یقین و علم ہو جاتا ہے کہ سب سے پہلے ائمہ اہل بیتؑ نے اس علم کے متعلق کلام کیا۔بہت سے علماء نے ان کو علم اصول کی ابحاث کے مطابق جمع کیا ہے :

۱۔شیخ حر عاملی صاحب وسائل نے ائمہ سے مروی اصولی و فقہی قواعد کوالفصول المهمۃ فی اصول الائمۃ میں جمع کیا۔

۲۔اصول آل الرسول، ہاشم بن زین العابدین خوانساری اصفہانی نے موجودہ کتب اصولیہ کی ترتیب کے مطابق ان مرویات کو تالیف کیا۔

---

[۱]۔سیوطی کتاب اوائل۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

۳. الاصول الاصلیة المستفادة من الکتاب والسنة ؛یہ کتاب مشہور فلسفی و محدث و مفسر ملا فیض کاشانی نے جمع کی .

۴۔الاصول الاصلیة؛ سید عبداللہ بن محمد رضا حسینی غروی.

۵۔حدائق ناضر ہو جلد ایوسف بحرانی میں ان مرویات کو ذکر کیا گیا.

۶۔الاصول الاصلیة و القواعد الشرعیة؛ علامہ محقق سید عبداللہ بن محمد رضا شبر م ۱۲۴۲ھ.

ان حقائق کے پیش نظر ائمہ اہل بیت ع وہ ہیں جنہوں نے علم اصول کو تاسیس کیا، ان کی تعلیمات ان کے شاگردوں کے پاس مدوّن موجود تھیں ، جہاں تک امام شافعی کے رسالہ اصولیہ کا تعلق ہے تو اس میں عندالتحقیق کوئی خاص اصولی بحث بھی نہیں چند درائی اور لفظی بحثیں ہیں[۱].

اصول فقہ کے شیعہ علماء اور طبقات مولفین

تالیف وتصنیف میں بھی ائمہ اہل بیت کے اصحاب امام شافعی سے سبقت لے گئے ۔سب سے پہلے علم اصول مسائل کے بارے میں جو کتاب تالیف ہوئی امام صادق کے شاگرد ہشام بن حکم م ۱۷۹ھ ق] شیخ طوسی نے انہیں امام صادق و امام موسیٰ کاظم کے اصحاب میں شمار کیا ہے[۲]، انہوں ان دونوں ائمہؑ سے بہت سی روایات نقل کی ہیں علم کلام کے ماہر تھے [کی کتاب الالفاظ ہے اور یہ بحث الفاظ علم اصول کی مہم ابحاث میں سے ہے[۳]۔ محمد بن ادریس شافعی اور اس کے استاد محمد بن حسن شیبانی جن کا تعلق علماء اہل سنت سے ہے ہشام بن حکم کے بعد تھے[۴]۔

---

[۱]۔ر.ک: رسالہ اجتہاد و تقلید ابن حسن نجفی.

[۲]۔رجال شیخ طوس، ہشام کا تعارف۔

[۳]۔مقدمہ، الھدایۃ فی الاصول تقریر درس سید خوئی۔

[۴]۔تاریخ علم اصول از نگاہ شہید صدر، مہدی ہادوی ص ۵۹

Presented By: https://jafrilibrary.com

ان کے بعد یونس بن عبد الرحمٰن مولی آل یقطین (اوائل قرن سوم) جو کہ قوم شیعہ میں وجیہِ پہچان، عظیم المنزلت اور کئی تصانیف کے مالک تھے انہوں کتاب اختلاف الحدیث ومسائلہ تالیف کی جو موجودہ علم اصول کی بحث تعارض وتعادل وتراجیح ہے۔

تاریخ علم اصول کے ادوار

علم اصول کو تاریخی اعتبار سے چار ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

دور اول: حضور ائمہؑ کا زمانہ

وہ دورہ ہے کہ جس میں علم اصول کی تاسیس ہوئی اور اس کا بیج بویا گیا، یقیناً بہت سارے علوم کی طرح علم اصول کی ابتداء اور صاحبان علم کے اذہان میں تفکر اصولی کا القاء بھی ائمہ علیہم السلام کے طرف سے ہے، جس کے شواہد گزر چکے۔

سید حسن صدر اپنی کتاب ''تاسیس الشیعہ لعلوم الاسلام'' میں فرماتے ہیں کہ: سب سے پہلے جنہوں نے علم اصول کی بنیاد رکھی اور علم اصول کے بارے میں گفتگو کی حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔ان دونوں اماموں نے اپنے شاگردوں کو اصولی قواعد املاء فرمائے [1]۔ لیکن امام علیؑ کے کلمات میں بھی علم اصول کے قواعد نظر آئے ہیں۔اور ائمہ معصومینؑ کے شاگردوں میں ہشام و یونس کی کتب کا تذکرہ بھی ہو چکا۔ان کے بعد احمد بن محمد بن خالد برقی م ۲۷۴ھ نے اختلاف حدیث پہ کتاب لکھی۔اور اوائل مائۃ رابعہ میں محمد بن عبدالرحمٰن بن قبہ رازی کا نام آتا ہے جن کا حجیت ظن کے متعلق شبہ مشہور ہے۔ مہدی ہادی کے بقول اس کے بعد جن علماء امامیہ نے علم اصول کے بارے میں کتابیں تالیف کیں ان میں سے ،ابو سھل نوبختی، حسن بن موسیٰ نوبختی، محمد ابن احمد بن جنید اسکافی، ابن عقیل عمانی، ابو منصور حرام نیشاپوری، محمد بن احمد بن داود بن علی بن الحسن ہیں۔

---

[1] ۔ سید حسن صدر، تاسیس الشیعہ لعلوم الاسلام، علم الاصول۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

دوسرا دور: متقدمین

ائمہ معصومین کی تعلیمات کی روشنی میں جنم لینے والے علم اصول کو با قاعدہ ابحاث میں پیش کرنے والے علماء جنہوں نے ائمہ کرام کی بیان اصول کلیہ میں ابحاث کو شروع فرمایا ذیل میں انکی خدمات درج کی جاتی ہیں:

ا۔ **محمد بن محمد بن نعمان شیخ مفید**، انہوں نے آپ نے علم اصول کے متعلق ایک کتابچہ (التذکرہ) تالیف فرمایا، جس میں اپنے شاگردوں کے لیے اس علم کی ابحاث کو پیش فرمایا اور وہ کتابچہ تحقیق کے ساتھ شائع ہو چکا ہے۔

۲۔ **سید مرتضٰی علم الھدیٰ** علی بن حسین: سید مرتضی جو بہت سے علوم میں نابغہ روزگار تھے اور مختلف علوم میں مانے جاتے تھے ان کی فضیلت کے علماء معترف تھے اسی لیے علامہ حلی اپنی رجالی کتاب خلاصۃ الاقوال میں فرماتے ہیں: متوحد فی علوم کثیرة ،مجمع علی فضله، متقدم فی علومه، اپ نے علم اصول میں ایک جامع کتاب (الذریعہ فی علم اصول الشرعیہ) تالیف فرمائیں جس میں اس علم کو بہت وسعت دی اور ابحاث کی گہرائی تک پہنچے اور اپنی آراء کو مفصل ادلہ کے ساتھ ثابت کیا، علم اصول میں آپ کے اقوال کتب فریقین میں مشہور ہیں۔

۳۔ **شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی** م ۴۶۰ھ ، آپ نے عدۃ الاصول تالیف کی جو کہ نہایت مفید کتاب ہے اور کئی بار زیور طبع سے آراستہ ہوئی ہے۔

۴۔ **ابن ادریس حلی** جنہیں علم فقہ و اصول میں خاصی شہرت حاصل ہے ان کی فقہی کتاب السرائر میں جابجا اصولی ابحاث کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے، اگرچہ آپ نے کوئی مستقل تالیف علم اصول کے موضوع میں نہیں لکھی لیکن ان کے بعض منفرد نظریات مشہور ہیں جیسے خبر واحد کی حجیت میں ان کی رائے مشہور دانشمندوں کی آراء سے مختلف ہے۔

۵۔ **محقق حلی** جعفر بن حسن بن یحیٰی بن سعید م۶۷۶ھ جنہیں فقہ آل محمدؐ بہت موفقیت حاصل ہوئی ان کی کتاب شرائع الاسلام آج تک علمی مراکز میں مختلف صورتوں

Presented By: https://jafrilibrary.com

میں داخل نصاب ہے کبھی خود وہ کتاب نصاب میں داخل ہوتی ہے اور کبھی اس کی کوئی شرح جیسے جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام محققین کے لیے نہایت علمی مرجع ہے، انہوں نے معارج الوصول الی علم الاصول تالیف کی اور اس میں اصولی ابحاث کا جامع خلاصہ پیش کیا ہے یہ کتاب تحقیق کے ساتھ طبع ہوئی ہے اور ان کی دوسری کتاب المعتبر میں بھی مختصراً اصولی قواعد کو لکھا گیا ہے۔

دور سوم: دور متاخرین

اس دور کی ابتداء **علامہ حلی حسن بن یوسف بن مطہر** م۷۲۶ھ، کے زمانے سے شروع ہوتی ہے جنھوں نے اپنے عظیم صلاحتوں کے ذریعے بہت سے علوم میں نادر اور علمی آراء پیش کیں اور سینکڑوں علمی کتابیں علمی مراکز کو ہدیہ کیں ان میں بہت سی کتابیں علم اصول میں تالیف کی ہیں، ان کی مشہور کتابوں میں درج ذیل کتابیں ذکر ہیں؛

۱۔ نکت بدیعہ، ۲۔ غایت الوصول، ۳۔ مبادی الوصول، ۴۔ تہذیب الوصول۔

۵۔ نھایۃ الوصول دو جلد، ۶۔ نہج الوصول، یہ کتابیں طبع بھی ہوئی ہیں اور علمی محافل کے لیے مرجع ہیں اور بہت سے علماء نے علامہ کی کتابوں کی شروح اور حواشی لکھی ہیں اور انہیں محور ابحاث قرار دیا ہے ان میں سید عمید الدین عبدالمطلب بن محمد اعرجی حسینی (۸ھ) ہیں جو علامہ حلی کے شاگرد اور رشتے میں بھانجے تھے، انہوں نے تہذیب الوصول کی شرح لکھی، اسی طرح شیخ جلیل محمد بن علی جرجانی تلمیذ علامہ (۸ھ) نے غایۃ المبادی فی شرح المبادی علامہ حلی کی زندگی ہی میں تالیف فرمائی جو نقیب عمید الدین عبدالمطلب بن نقیب شمس الدین علی بن مختار حسینی کے نام کی۔

علامہ علی کے بعد **شہید اول، محمد بن مکی عاملی جزینی** (شہادت ۷۸۶ھ) کو فقہ واصول اہل البیت میں جو مقام اور منزلت حاصل ہوئی ہے وہ بیان کی محتاج نہیں، ان کی کتاب لمعہ اوراس کی شروح آج تک شیعہ علمی مراکز میں داخل نصاب ہیں، آپ نے اپنی کتاب ذکریٰ کے شروع میں قواعد اصولی کی جمع کیا اور کتاب القواعد الفقہیہ والقواعد الاصولیہ اس شان سے تالیف کی جو پہلے نہیں لکھی گئی اور اس پر بہت سے علمی کام ہوئے ہیں، ان کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

بعد شہید ثانی زین الدین بن علی عاملی (شہادت ۹۶۶ھ) نے شہید اول کی روش پہ چلتے ہوئے تمہید القواعد تالیف فرمائی۔

لیکن جب ***شیخ حسن بن شہید ثانی خطیب الاصولیین*** م۱۰۱۱ھ نے معالم الاصول تالیف کی، اس سے علم اصول کی ابحاث میں بہت جدت آئی اور علمائ نے اس کتاب کو علم اصول کی ابحاث کے لیے محور قرار دیا اور اس کتاب سے پہلے شرح عمیدی علی التہذیب، اصول ابن حاجب و عضدی داخل نصاب تھیں لیکن اس کے بعد معالم اصول نے ان کی جگہ لے لی۔

علماء نے معالم پہ بہت سے حواشی لکھے ان میں صاحب معالم کے فرزند شیخ محمد م۱۰۳۰ھ کا حاشیہ اور معالم کا مشہور حاشیہ سید حسین معروف خلیفہ سلطان م۱۰۶۶ھ اور مفصل حاشیہ ملا صالح مازندرانی م۱۰۸۱ھ، حاشیہ محمد بن حسن شیروانی ملا میرزا م۱۰۹۹ھ زیادہ مشہور ہیں۔

اس دور کی مشہور اصولی شخصیات میں ملا عبداللہ تونی کی ذات ہے جن کی وافیہ فی الاصول بہت مشہور ہوئی اور اس پہ شروح لکھی گئیں۔

اسی زمانے میں ***شیخ بہائی محمد بن حسین*** م۱۰۳۱ھ کا ذکر بھی ضروری ہے جنہوں نے زبدۃ الاصول تالیف کی، جس پہ بہت سی شروح لکھی گئیں یہ اس علم کا مختصر مگر جامع متن ہے، اس کی شروح میں ہندوستان کے مشہور عالم دین سید محمد بن سید دلدار علی بن سید معین الدین نصیر آبادی لکھنوی م۱۲۸۴ھ کی شرح بھی مشہور ہے اور شیخ بہائی کے شاگرد شیخ جواد بن سعد اللہ کاظمی (معروف فاضل جواد م۱۱۰۰ھ) نے غایۃ المامول فی شرح زبدۃ الاصول) لکھی جو اس کتاب کی علمی شروح میں شمار ہوتی ہے۔

چوتھا دور: دور کمال و تحقیق

وہ دور ہے کہ جس میں علم اصول اپنے کمال کو پہنچا، اس دور کی ابتداء کرنے والے وحید بھبھانی ہیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

حضرت علامہ وحید بھبھانی اپنی ان تھک کوششوں اور زحمتوں کی وجہ سے کامیاب ہوئے کہ علم اصول میں ایک نئی روح پھونک دی اور اس سفر میں حرکت عطا کی، اس کے بعد ان کے شاگردوں نے علم اصول کو اوج کمال تک پہنچا دیا ان کے شاگردوں کو ہم تین طبقات میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

الف: حضرت وحید بھبھانی کے اپنے مستقیم شاگرد: جیسے سید مہدی بحر العلوم (م ۱۲۱۲ ق)، شیخ جعفر کاشف الغطاء (م ۱۲۲۷ ق)، میرزا ابوالقاسم قمی (م ۱۲۱۳ق)، سید علی طباطبائی (م ۱۲۳۱ھ)، شیخ اسداللہ شوستری (م ۱۲۳۴ق)

ب۔ حضرت وحید بھبھانی کے شاگردوں کے شاگرد: شیخ محمد تقی بن عبدالرحیم (م ۱۲۴۸)، شریف العلماء محمد شریف بن حسن علی (۱۲۴۵ھ)، سید محسن اعرجی (م ۱۲۲۷ھ)، مولی احمد نراقی (۱۲۴۵ھ)، شیخ محمد حسن نجفی (۱۲۶۶ھ)۔

ج؛ حضرت وحید بھبھانی کے شاگردوں کا تیسرا طبقہ: شیخ مرتضٰی انصاری (م ۱۲۸۱ھ) کہ جنہوں نے اپنی خداداد استعداد کو بروئے کار لاتے ہوئے علم اصول کے میدان میں بہت سے نظریات کی تنقیح کی۔

متاخرین کی کتب علمیہ

متاخرین نے اس علم میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں جن میں علم اصول کی ابحاث کو عروج و کمال بخشا ہے ان میں سے چند مشہور کا ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے؛

۱۔الفوائد الحائریۃ یہ کتاب وحید بھبھانی کی تالیف ہے جنہوں علم اصول کے مخالفین کی آراء کو یوں ردّ کیا کہ ان میں دوبارہ جان آنے کی سکت نہ رہی اور وہ ہمیشہ کے لیے مطرود ہوگئی اور ظاہر بینانہ بحثوں کو علمی محافل سے رخت سفر باندھنا پڑا ا گرچہ خباریت کے اثرات بعد میں بھی رہے ہیں لیکن علم اصول کے اصول واساس پختہ ہونے کی وجہ سے انہیں آخر جانا پڑا ہے، یہ کتاب اصولی و اخباری افکار کے مطالعے کے لیے اساسی مصدر ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

۲۔ شیخ اسد اللہ بن اسماعیل تستری کاظمی، م ۱۲۲۰ھ کشف القناع عن وجوہ حجیہ الاجماع متقدمین و معاصرین کی اجماع کے متعلق آراء اور اقوال کی تحقیق مشتمل ہے جس کو دانشمند حضرات نے ایک علمی منبع کے طور پر ہاتھوں لیا ہے اور اصول کتابوں میں ایک بہترین کتاب ہے۔

۳۔ شیخ محمد جواد بن محمد حسینی عاملی نجفی صاحب مفتاح الکرامہ م ۱۲۲۶ھ نے شرح الوافیۃ لکھی۔

۴۔ سید محسن اعرجی بغدادی خطیب الاصولیین محقق کاظمی م ۱۲۲۷ھ نے المحصول فی الاصول اور الوافی شرح الوافیۃ تالیف کی کہ علماء ان کے ذکر خیر میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

۵۔ شیخ جعفر بن شیخ خضر نجفی م ۱۲۲۸ھ نے کشف الغطاء عن محاسن الشریعۃ الغراء کے مقدمات میں قواعد اصول کو ذکر کیا اور یوں علم اصول کے عظیم ماہر اساتذہ کی تربیت کی۔

۶۔ سید حسین بن ابی حسن بن موسیٰ حسینی عاملی شقرائی م ۱۲۳۰ھ، آپ عراق کے مشہور اصولی تھے میرزا قمی سے ظن مطلق کی حجیت پہ مناظرہ کیلئے انہیں علماء نجف نے منتخب فرمایا اور قوانین میں جو کثیر سوال و جواب (ان قلّت قلّت) ہیں انہی کے سوالوں کا جواب ہے، اگرچہ ان کی مستقل اصولی تحقیق کا ذکر آنکھوں سے نہیں گزرا یوں انہوں نے کتابت سے زیادہ علم اصول کے دفاع کے لیے شاگردوں کی تربیت پر توجہ دی اور ان کے اقوال اذہان میں راسخ ہوگئے۔

۷۔ ***قوانین الاصول***، میرزا ابوالقاسم بن مولی محمد حسن گیلانی معروف میرزای قمی (م ۱۲۳۳ھ) کی مشہور زمانہ اصولی تحقیق ہے جو تالیف کے بعد معالم کے ساتھ داخل نصاب ہوگئی اور اب بھی اصول مدرک کے طور پر پہچانی جاتی ہے محققین کے لیے مرجع ہے اگرچہ اس دور کے طلبہ کی مشکلات کو دیکھتے ہوئے اسے نصاب کے طور پر پڑھنا ممکن نہیں رہا اور نہ یہ اس نظام میں اپنے طول و تفصیل کے ساتھ ختم ہو سکتی ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

۸۔ مفاتیح الاصول؛ سید محمد بن علی بن محمد بن علی طباطبائی (م ۱۲۴۲ھ) یہ علم اصول کی بہترین کتابوں میں سے ہے اور اس میں اصولی ابحاث کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے

۹۔ مولیٰ احمد نراقی نے عوائد الایام اور مناہج الوصول الی علم الاصول میں اپنی اصولی ابحاث کو جمع کیا ہے جو مولف کی علمی شخصیت کی پہچان ہے۔

۱۰۔ ہدایۃ المسترشدین، شیخ محمد تقی بن عبدالرحیم حائری م ۱۲۴۸ھ نے معالم الاصول پر ایسا علمی اور مفصل حاشیہ لکھا کہ جب معالم کا ذکر ہوتا ہے اور اس کے رموز کے حل کرنے کا شوق ہو تو اس حاشیہ کا ہونا لازم ہے اگرچہ ان کتابوں کو پڑھنے کے لیے صبر بیشتر کی ضرورت ہے اور ان علماء کی زحمات اور اخلاص کا واضح ثبوت ہے۔

۱۱۔ الفصول فی الاصول؛ شیخ محمد تقی کے بھائی شیخ محمد حسین بن عبدالرحیم حائری اصفہانی م ۱۲۶۱ھ نے ایسی اصولی کتاب تالیف کی کہ ہمیشہ کے لیے دونوں بھائیوں کا ذکر باقی رہ گیا، یہ نہایت علمی اور جامع کتابوں میں سے ہے اور اسے بہت شہرت بھی حاصل ہوئی ہے اور اس کے نادر اقوال بھی علماء کی محافل میں زیر بحث آتے ہیں۔

۱۲۔ اشارات الاصول، حاج مولیٰ محمد ابراہیم بن محمد حسن اصفہانی معروف کلباسی (۱۲۶۲ھ ق) کی اصولی تحقیقات کا نچوڑ ہے جسے انھوں نے رموز اصول کے طور پر پیش کیا

۔

۱۳۔ ضوابط الاصول، سید ابراہیم بن محمد باقر موسوی قزوینی (۱۲۶۴ھ ق) علم اصول کی بہتریں کتابوں میں سے ہے اور اپنے مولف کی اصولی ابحاث کا ذکر کرتی ہے۔

۱۴۔ نتائج الافکار، سید ابراہم بن محمد، باقر موسوی قزوینی، کتب اصول میں اس کا ذکر نہایت قدر و احتشام سے ہوتا ہے۔

۱۵۔ حقایق الاصول؛ حاجی مولی عبد الکریم بن علی نجف آبادی (۱۲۷۶ھ ق) اس کتاب کو کتاب تراجم میں اصولی کتب میں زینت خاص ملی ہے۔

۱۶۔ فرائد الاصول (الرسائل) شیخ مرتضیٰ بن محمد امین تستری انصاری مربی العلماء م ۱۲۸۱ھ۔ آپ کی کتاب معالم و قوانین کے ساتھ مباحث الفاظ کے علاوہ دوسری بحثوں

Presented By: https://jafrilibrary.com

بے مثال ہے۔اور داخل نصاب چلی آرہی ہے۔آپ نے متقدمین کے نظریات کی تحقیق کی اور آنے والوں کے رہنما بن گئے ہیں اور آپ کی کتاب پہ بہت زیادہ حواشی و شروح لکھے گئے ہیں ،آپ کے تقریرات درس ؛مطارح الانظار کے نام سے مشہور ہیں جنہیں میرزا ابوالقاسم تھرانی م ۱۲۹۲ھ نے تحریر فرمایا اور

شیخ موسیٰ بن امین آل شرارہ عاملی (مائۃ رابعہ عشر) آپ نے علم اصول کے موضوع پہ منفرد منظومہ تحریر کیا

بدائع الافکار، میرزا حبیب اللہ رشتی م ۱۳۱۲ھ۔بحر الفوائد فی شرح الفرائد ، میرزا محمد حسین آشتیانی م ۱۳۱۴ھ۔

غایۃ المسئول فی علم الاصول، ضیاء الدین محمد حسین بن محمل علی شہرستانی م ۱۳۱۵ھ ،

۲۰۔فوائد الاصول، کفایۃ الاصول، حاشیہ فرائد الاصول، آخوند مولی محمد کاظم خراسانی م ۱۳۲۹ھ۔آپ نے مختصر عبارتوں میں علم اصول کے مسائل کی تہذیب کی ۔آپ کی کتاب کفایہ داخل نصاب ہوگئی اور اب قوانین الاصول نصاب سے نکال دی گئی ہے۔

نہایۃ الدرایۃ فی شرح الکفایۃ۔ محمد حسین نجفی اصفہانی کمپانی مولود ۱۳۸۴ھ آپ آخوند خراسانی کے لائق شاگردوں میں سے تھے ،فوائد الاصول، (تقریر درس نائینی تلمیذ آخوند م ۱۳۵۵ھ)، نہایۃ النہایۃ فی شرح الکفایۃ، میرزا علی ایروانی م ۱۳۵۳ھ۔درد الفوائد، حاج شیخ عبدالکریم حائری یزدی م ۱۳۵۵ھ ،مقالات الاصول، آقا ضیاء الدین عراقی م ۱۳۶۱ھ ،حقائق الاصول (شرح کفایۃ) سید محسن حکیم م ۱۳۹۰ھ، نھایۃ الافکار (تقریر درس ضیاء عراقی) محمد تقی بروجردی م ۱۳۵۰ھ ،بدائع الافکار (تقریر درس ضیاء عراقی) میرزا ہاشم آملی۔

مناہج الاصول الی علم الاصول، الرسائل ، الاستصحاب ،سید روح اللہ ،امام خمینی م ۱۴۰۹ق۔

تہذیب الاصول (تقریر درس امام خمینی) جعفر سبحانی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

مصباح الاصول (تقریر درس سید ابوالقاسم خوئی) سید محمد سرور واعظ حسینی بھسودی، جواہر الاصول (تقریر درس سید ابولقاسم خوئی) فخر الدین زنجانی، الھدایۃ فی الاصول، تقریرات درس سید خوئی

اصول الفقہ۔ شیخ محمد رضا مظفرم ۱۳۸۳ھ۔ یہ کتاب کافی عرصہ سے داخل نصاب چلی آتی ہے۔ ان کی دوسری مشہور کتابیں عقائد امامیہ، المنطق، سقیفہ، فلسفہ اسلامیہ اور فلسفہ ابن سینا (ترجمہ ابن سینا اور انکی بعض آراء پہ نقد و نظر)، احلام الیقظہ (ملا صدرا کے مفصل حالات زندگی و فلسفہ کی بحث)۔

تنقیح الاصول (تقریر درس امام خمینی) حسین نقوی اشتھاردی، بحوث فی علم الاصول ومباحث الاصول (تقریر درس سید محمد باقر صدر) سید محمود ہاشمی شاہرودی و سید کاظم حائری۔ دروس فی علم الاصول (الحلقات) سید محمد باقر صدر شہید ۱۳۵۹ھ[1]۔

---

[1] ۔ تاریخ علم اصول استاد مہدی ہادی ص ۱۳۰ و اعیان الشیعہ ج ۱ ص ۱۹۷ تا ۲۰۰۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

اصولیوں اور اخباریوں (محدثین) کے متعلق

اخباری وہ گروہ ہے جو بعض اصول و قواعد کو نہیں مانتا یا اختلاف کرتا ہے جن کو دوسرے علماء استنباط احکام میں حجت جانتے ہیں وگرنہ یہ کوئی عقائد یا علم کلام کا اختلاف نہیں ہے۔ علامہ حلی کی نھایہ الاصول سے ظاہر ہے کہ اصولیوں کے مقابلے میں اخباری کی اصطلاح ان کے زمانے میں پائی جاتی تھی ان سے معالم میں حجیت خبر واحد کی بحث میں دلیل ثالث میں نقل کیا:۔

امامیہ میں اخباری اصول دین و فروع میں خبر واحد پہ اعتماد کرتے ہیں اور اصولیوں میں ابو جعفر طوسی وغیرہ نے خبر واحد کے قبول کرنے میں انکی موافقت کی ہے[1]۔

محدثین میں نامور علماء گزرے ہیں جن میں محدث نوری، محدث بحرانی، محدث کاشانی، محدث حر عاملی، محدث مجلسی، محدث جزائری، محدث امین استر آبادی زیادہ مشہور ہیں ان میں تمام صاحبان تالیف اور قرآن وسنت کے جیّد علماء ہیں، کچھ نے تو درمیانی راہ اختیار کی اور کچھ اپنے نظریات کے پرچار میں شدّت اختیار کر گئے لیکن بہر حال ان کا احترام اور خلوص تھا اب ہم انکے نظریات کی ادلّہ پہ تحقیق کرنے کے مجاز ہیں۔

اصولیوں اور اخباریوں کے نظریات کا تقابلی جائزہ

۱۔ اصولی ظواہر قرآن کو حجت مانتے ہیں جبکہ اخباری روایات کے ساتھ تفسیر کرنے کے قائل ہیں گویا وہ ظواہر قرآن کی حجیت کے منکر ہیں[2]۔

اخباریوں کا یہ نظریہ صحیح نہیں چونکہ قرآن انسانیت کے تدبر و تذکر اور ہدایت کیلئے نازل ہوا ہے اور اگر اس کے ظواہر حجت نہ ہوں اور یہ سوائے معصومین کے کسی کو سمجھ

---

[1]۔ معالم الاصول بحث حجیت خبر واحد دلیل ثالث۔

[2]۔ رسائل شیخ بحث ظواہر اور البیان سید خوئی ص ۲۶۲ طبع اسلام آباد۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

میں ہی نہ آتا ہو تو اسے لقد یسّرنا القوآن للذکر فھل من مدّکر کہنا کیسے صحیح ہے؟
ہم نے قرآن کو نصیحت کیلئے بہت آسان بنایا ہے تو کوئی ہے نصیحت لینے والا۔

انہیں ان روایات سے شبہ ہوا ہے جن میں فہم قرآن کو ان ہستیوں سے مختص قرار دیا گیا جن سے مراد قرآن کے ظاہر و باطن اور کل قرآں کے علوم کا جاننا مراد ہے۔ تفسیر بارائے سے منع ہے تو ظواہر پہ عمل کرنے کو تفسیر بالرائے نہیں کہتے، قرآن کے معانی پیچیدہ ہیں تو ظواہر قرآن تو پیچیدہ نہیں ہیں محدثین نے متشابہات اور بعض عمومات کی یقینی تخصیص کو عدم حجیت ظواہر قرآن کی دلیل بنایا ہے حالانکہ متشابہات کو ظواہر نہیں کہتے اور مخصص کی تحقیق کے بعد ظواہر پہ عمل جائز ہے۔

۲۔اصولی حکم عقل کی حجیت کے قائل ہیں جبکہ اخباری حکم عقل کو ظنی قرار دیکر اسے ردّ کرتے ہیں اس میں بھی صغروی بحث ہے کیونکہ عقل کے قطعی حکم کا توہرگز انکار نہین کیا جاسکتا اور عقل کے حکم ظنی کو اصولی بھی ردّ کرتے ہیں

۳۔اصولی اجماع کی حجیت کے قائل ہیں جبکہ اخباری اجماع کی حجیت کے منکر ہیں ، فتامّل۔

۴۔روایات میں سے خبر واحد ثقہ کو حجت مانتے ہیں اور خبر واحد غیر ثقہ کو نہیں مانتے جبکہ اخباری کتب روائیہ کی تمام روایات کو حجت بلکہ قطعی مانتے ہیں انکی ادلّہ کی بعد میں تحقیق کی گئی ہے۔

۵۔اصولی شبہ بدویہ تحریمیہ میں برائت عقلی و شرعی کے قائل ہیں جبکہ اخباری احتیاط کرتے ہیں۔

٦۔اصولی استصحاب کی حجیت کے قائل ہیں لیکن اخباری منکر ہیں۔

۷۔اصولیوں نے عقلی ابحاث کو عروج عطا کیا جبکہ اخباریوں نے روایات معصومین کی کتب لکھیں اور انکو محفوظ کیا.

۸۔اصولی اختلاف روایات میں ضعیف السند روایات کو متعارض نہیں مانتے جبکہ اخباری تمام روایات کو حجت مانتے ہیں اختلاف روایات کو تقیہ کے قائل ہیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

۹۔اصولی اجتھاد و تقلید کے قائل ہیں جبکہ اخباری اجتہاد و تقلید کے اجتھاد کو ظنی کہہ کر منکر ہیں ۔

۱۰۔اصولی علم رجال کو نہایت اہمیت دیتے ہیں جبکہ علم رجال کو تبرعی حیثیت دیتے ہیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

مولف اساس الاصول

سید دلدار علی بن محمد معین بن عبد الهادی بن إبراہیم بن طالب ، نقوی رضوی، السبزواری الأصل، نصیرآبادی لکھنوی[۱]، (۱۱۶۶-۱۲۳۵) .

اپنے دور میں فقیہ امامی ، اصولی متکلم اور برصغیر کے مشہور شیعہ علماء میں سے ہیں ، نصیر آباد میں ۱۱۶۶ میں پیدائش ہوئی اور اودھ میں سندیلہ میں حیدر علی بن حمد اللّٰہ سندیلوی، إلہ آباد میں سید غلام حسین، اور رای بریلی میں باب اللّٰہ سے کسب فیض کیا .

اور اپنی تعلیم فیض آباد اور لکھنو میں جاری رکھی اور علوم عقلیہ میں بلند مقام حاصل کیا .

پھر فقہ واصول اور حدیث کے لیے عراق کا سفر کیا وار کربلاء میں ان علماء کے سامنے شاگردی اختیار کیا؛ محمد باقر المعروف "وحید "بہبہانی، سید علی طباطبائی صاحب الریاض، سید محمد مہدی بن ابوالقاسم شہرستانی حائری .

پھر نجف اشرف پہنچے اور فقیہ عصر سید محمد مہدی بحر العلوم طباطبائی سے کسب فیض کیا .

اور پھر ایران کا سفر کیا اور سید محمد مہدی بن ہدایۃ اللّٰہ اصفہانی مشہدی شہید کے درس میں شرکت کی اور ان سے اجازہ لیا.

اور ۱۲۰۰ میں برصغیر واپس لوٹے اور نصیر آباد میں اقامت کی اور وہاں مسجد تعمیر کی اور حسینیہ عزاء امام حسین کیلئے تعمیر کی۔

---

[۱]۔ الفوائد الرجالیۃ ۱/ ۶۸ (مقدمہ) ، ہدیۃ العارفین ۱/ ۲۷۷ ،إیضاح المکنون ۲/ ۱۷ ، الفوائد الرضویۃ ۱۷۷، اعیان الشیعۃ ۶/ ۴۲۵ ، ریحانۃ الأدب ۶/ ۲۳۱ ، الذریعۃ ۱/ ۲۹۲ ن ۱۵۲۸ و ۲/ ۴ ن ۷ وغیرہ، الکرام البررۃ ۲/ ۵۱۹ ن ۹۴۸ ، الأعلام ۲/ ۳۴۰ ، معجم المؤلفین ۴/ ۱۴۵ ، معجم رجال الفکر والأدب فی النجف ۳/ ۱۲۹۸ . موسوعۃ طبقات الفقہاء ، ج ۱۳، ص: ۲۶۵/ ۱۴۰۹۷

Presented By: https://jafrilibrary.com

اور وزیر حسن رضاخان کی استدعاء سے لکھنو چلے گئے اور وہاں جمعہ و جماعت قائم کی اور اسلامی تعلیمات اور مذہب امامی کے معارف کی نشر و اشاعت کیلئے تدریس شروع کی اور مقام ریاست پر فائز ہوئے۔

ان سے کثیر جماعت نے استفادہ کیا اور شاگردی اختیار کی ان میں ان کے فقہاء بیٹے؛ علی و حسین و حسن و محمد، اور سید اعظم علی ہندی، سید اصغر ہندی، امانت علی عبد اللّہ پوری، سید احمد علی حسینی محمد آبادی، سید محمد قلی خان کنتوری، میرزا محمد خلیل زائر، وغیرہ.

کافی کتب اور رسائل تحریر کئے ان میں سے یہ ہیں: شرح باب الطھارۃ «حدیقۃ المتّقین» محمد تقی المجلسی، شرح باب الصوم حدیقۃ، رسالۃ الأرضین استدلالیۃ، الرسالۃ الذہبیۃ فی حکم اوانی الذہب و الفضۃ، منتہی الأفکار (مطبوع) فی اصول الفقہ، اساس الأصول (مطبوع) فی الردّ علی «الفوائد المدنیۃ» للأسترابادی، عماد الإسلام اصول الدین الخمسۃ، حسام الإسلام (مطبوع) فی نقض الباب السادس (فی النبوۃ) من «التحفۃ الاثنی عشریۃ» عبد العزیز الدہلوی، إحیاء السنۃ (مطبوع) فی ردّ مبحث المعاد و الرجعۃ من التحفۃ، الأربعون حدیثًا (مطبوع) فی فضل العلم و العلماء، إثارۃ الأحزان فی مقتل الإمام الحسین علیہ السّلام، غفران مآب (مطبوع) و یقال لہ تاریخ دلدار، و حاشیۃ علی «شرح سلّم العلوم» فی المنطق، حمد اللّہ سندیلوی (طبع علی ہوامش شرح السلم)، وغیرہ.

ان کی وفات ۱۲۳۵ میں ہوئی۔

ان کے تفصیلی حالات زندگی ان کے بعض شاگردوں نے آئینہ حق نما میں تین جلدوں میں تالیف کئے اس کی جدید طبع قم سے تحقیق کے ساتھ تین جلدوں میں ہوئی۔

اس کتاب میں تفصیل سے علامہ غفرانمآب کے علمی اور عملی کارناموں کو بیان کیا گیا ہے، اس لیے اس کتاب کی طرف رجوع کرنا مفید ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کتاب اساس الاصول

سید غفرانمآب نجفی م۱۲۳۵ہجری کی یہ اصولی تحقیق، امین استر آبادی جیسے موسس اخباریت کی فوائد مدنیہ کی ردّ میں ہے اور اس میں قرآن وسنت کی روشنی میں اصولی اہم ابحاث کو مبرہن طریقہ سے ثابت کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے کثیر خطی نسخے دنیا کے مختلف علمی کتب خانوں میں ہیں[۱] اور اس کی طبع حجری مطبعہ ولی محمد لکھنو سے ۱۲۶۴ میں مولف کی وفات کے تیس سال بعد ہوئی[۲]۔ اس کے بھی نسخے کتب خانوں میں موجود ہیں۔

اس کی تحقیق جدید کی کوشش سید ہادی رضا تقوی ہندی نے کی جیسا کہ محققین نے اس کا ذکر کیا[۳]۔

اس کا ترجمہ فارسی مولف کی زندگی میں ان کے شاگرد (مرزا علی کنتوری نے کیا جس کے خطی نسخے کتب خانوں کی زینت بنے جیسا کہ ناصریہ لکھنو اور آستان قدس مشہد رضا میں ہیں[۴]۔

کتاب کے مندرجات کی فہرست

مولف کی اس کتاب کے مندرجات کی فہرست درج ذیل ہے:

مقصد ۱: اثبات حجیت ظواہر کتاب؛ اس میں عقل و اجماع اور خود قرآن و اخبار ائمہ معصومین ع سے مطلب کو ثابت کیا گیا اور اخباریوں کی پیش کردہ روایات اور ادلہ کا نقد بھی کیا گیا۔

مقصد ۲: حجیت سنت و روایات

---

[۱]۔ آئینہ حق نما، ص ۱۷۰۔

[۲]۔ حرکۃ التالیف باللغۃ العربیۃ فی الاقلیم الشمالی الہندی، ص ۴۳۸۔

[۳]۔ آئینہ حق نما، ص ۱۷۰۔

[۴]۔ آئینہ حق نما، ص ۱۴۹۔ تالیفات شیعہ برصغیر، شہوار نقوی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

اس میں کئی فصلیں ہیں: نمبر ا، حجیت قول معصوم
فصل ۲؛ حجیت فعل معصوم، فصل ۳؛ حجیت تقریر معصوم۔
فصل ۴؛ حکایت قول و فعل و تقریر معصوم کی متواتر و احاد میں تقسیم
فصل ۵؛ حجیت خبر واحد ظنی اور ردّ ادلہ اخباریین
فصل ۶؛ خبر واحد سے تعبد کا جواز اور ابن قبہ کے نظریہ کا رد جو خبر واحد پر تعبد ممکن نہیں سمجھتے؛
فصل ۷؛ خبر واحد سے تعبد کا وقوع اور اسکی دلیلیں
تذنیب کے عنوان سے علامہ حلی کی خبر واحد کی چار قسموں میں تقسیم کا سبب ذکر ہوا۔
مقصد ۳: اجماع اس میں ۸ فصلیں ہیں:
فصل ا؛ ماہیت اور حقیقت اجماع
فصل ۲؛ تحقیق اجماع
۳۔ حجیت اجماع
۴۔ اجماع منقول کی حجیت کی کیفیت
۵؛ دو اقوال پر اتفاق کی صورت میں تیسرا قول بنانے کا مسئلہ
۶؛ حکم مخالفت عدم فرق دو مسئلوں میں
۷؛ دو قول امامیہ معلوم و مجہول
۸؛ اتفاق بعد از دو قول
مقصد ۴: ادلہ عقلیہ؛ فصل ا؛ حسن و قبح عقلی
۲۔ وجوب و حرمت کو عقل ادراک کر سکتی ہے۔
۳۔ حکم اشیاء قبل از شرع یا بعد از شرع
۴۔ استصحاب حال۔ ۵۔ مباحث قیاس؛ بحث ا: تعریف و تقسیم۔ ۲۔ اثبات قیاس اولویت

Presented By: https://jafrilibrary.com

بحث ۳: قیاس منصوص العلہ،

فصل ۶: احتیاط، اقسام و، واجب، مستحب، حرام

خاتمہ: اجتہاد و تقلید

۸ فوائد۔۱۔ مجتہد اصولی جو ظاہر میں مخطی ہو مصیب غیر آثم ہے یا نہ۔

فائدہ ۲۔ ہر واقعہ میں قبل از اجتہاد حکم معین ہے۔

۳۔ مجتہد مخطی کا عذر قبول ہے۔

۴۔ تجزی اجتہاد، ۵۔ حکم حادثہ بر خود مجتہد

۶۔ مجتہد دلیل یاد ہونے کی صورت میں فتوی دے سکتا ہے۔

۷۔ تقلید۔۸۔ مفتی کی شرائط اجتہاد اور عدالت۔

۹۔ تقلید میت۔ ۱۰۔ احادیث اور عمل اصحاب سے جواز اجتہاد[1]۔

اس طرح یہ کتاب اہم مباحث اصول میں تمام ہوئی۔ یاد رہے سید دلدار علی وحید خراسانی، سید طباطبائی صاحب ریاض اور بحر العلوم کے معاصر اور ان سے استفادہ کر چکے تھے، انہوں نے اپنی علمی ابحاث کو نہایت ابتکارات کے ساتھ تالیف کیا[2] اور اپنی یہ کتاب جب حوزات علمیہ عراق

---

[1]۔ آئینہ حق نما، صص۔

[2]۔ یہاں ان کی دیگر کتب کا بیان بھی مناسب ہے؛

۲۔ عماد الاسلام عقائد کی تفصیل؛ جو پانچ جلدوں میں مرتب ہوئی اور مقدمہ میں علم و علماء کی فضیلت ذکر کی اور فخر رازی کی تفصیل کتب عقائد کا نقد بھی کیا اور اس کی توحید و عدل و نبوت ۱۳۱۷-۱۳۲۰ میں طبع ہوئیں۔ باقی خطی نسخوں میں ہے۔

۲۔ حدیقۃ المتقین فارسی میں فقہ کی کتاب اس کی شرح دو جلد زکات اور روزہ جو استدلالی ہیں اور خطی ہیں۔

۳۔ مواعظ حسنہ؛ جو خطی ہے اور وعظ و نصیحت پر مشتمل ہے۔ علم و علماء شیعہ کی عظمت بھی بیان کی اور ہند میں شیعہ علماء کا احترام بحال کرایا جیسا کہ پہلے بوجوہ نہیں ہوا تھا کیونکہ صوفیت نے افواہیں پھیلائی ہوئی تھیں جیسا کہ سید رضی کا سید مرتضی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے واقعہ کی جعکاری، وغیرہ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

۸-۴۔ صوارم الٰہیہ، حسام الاسلام، احیاء السنۃ، ذوالفقار، رسالہ غیبت امام زمانہ، جو بترتیب تحفہ اثناعشریہ کے ابواب توحید، نبوت، معاد، باب تولاو تبرا و امام زمانہ کے متعلق تھے خطی نسخے موجود ہیں اور احیاء السنہ ۱۲۸۱ میں شائع ہوئی۔ آخری ۱۲۶۶ میں طبع ہوئی۔

۹۔ حاشیہ صدرا، ان کی علم فلسفہ کی تحقیقات میں بھرپور کتاب ہے جس میں مشکلات و معضلات کو حل کیا گیا۔

۱۴-۱۰۔ اسی طرح ان کی مسکن القلوب، احباب کی وفات پر اثارۃ الاحزان مقتل امام حسین، رسالہ ارضین وغیر ہیں اور خطبات جمعہ و اربعین حدیث بھی ہے۔

۱۵۔ ان کی اہم ترین کتب میں (شہاب ثاقب) ہے جو حدیث و عقائد کی تحقیقات سے بھرپور ہے؛ اس میں وحدت وجود کے قائلین کا رد کیا گیا ہے مقدمہ ۴ مقاصد اور ایک خاتمہ ہے؛

مقصد ا: ادلہ عقلی۔ ۸ باب۔ ب ا۔ اختلاف متکلمین و فلاسفہ و صوفیہ۔ ب ۲۔ ادلہ متکلمین۔ ب ۳۔ ادلہ فلاسفہ و نقد مصنف۔ ۴۔ اقوال صوفیہ، ۵۔ ادلہ عقلیہ وحدت وجود اور ان کا رد، ادلہ جو سید الصوفیہ حیدر علی آملی، ملا صدرا نے شواہد ربوبیت میں دیں۔

۶۔ وجوہ عقلی بطلان وحدت وجود۔ ۷۔ منشا قول صوفیہ، ۸۔ تہافت و تضاد صوفیہ۔

مقصد ۲۔ امور نقلی وحدت وجود ۶ باب۔

ب ا۔ آیات؛ ۵ عدد۔ ا۔ آیت سنریھم آیاتنا، ونقد استدلال۔ ۲۔ استشہاد اللہ نور السموات و جواب۔

۳۔ ھو الاول والآخر و جواب۔ ۴۔ استدلال فی انفسکم اللہ تبصرون، و جواب۔ ۵۔ کل شیء ھالک الا وجھہ و جواب استدلال۔

ب ۲: بطلان صوفیہ پر آیات۔ ۳۔ انبیاء کے کلام سے صوفیہ کے استشہاد کا جواب۔ ۴ فصل؛ ا۔ حیدر علی کا فلما جن علیہ اللیل سے استدلال۔ ۲۔ حیدر علی کا سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا سے استدلال، ۳۔ استدلال حیدر علی والنجم اذا ھوی۔

۴۔ جوابات ادلہ مذکورہ از احادیث تفسیری۔

باب ۴: صوفیہ کا سید الاوصیاء کے کلام سے استشہاد؛ ۴ فصل۔ ا۔ احادیث کثیر بطلان وحدت الوجود۔

۲۔ حیدر علی کا اول الدین معرفتہ سے تمسک اور جواب۔ ۳۔ امام علی کا قول ما وحدہ من کیفہ اور جواب

۴۔ تمسک واعلموا عباد اللہ انہ لم یخلقکم عبثا اور جواب۔

ب ۵۔ صوفیہ کے استدلال کی احادیث۔ ۹ فصل

ف ا۔ حدیث: ان اللہ خلق آدم علی صورتہ اور جواب۔ ۲۔ صوفیہ کا تمسک من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اور جواب

۳۔ کمیل کو حقیقت کے متعلق جواب سے تمسک اور نقد۔ ۴۔ امر نا صعب و مستصعب سے تمسک اور جواب نیز لو علم ابوذر ما فی قلب سلمان لقتلہ اور جواب

فصل ۵۔ حدیث لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ اور جواب۔

ف ۶۔ حدیث قدسی عبدی احببنی اجعلک مثلک اور جواب، ف ۷۔ قول رسول ص: من رآنی فقد رای الحق اور جواب

Presented By: https://jafrilibrary.com

بھیجی تو صاحب ریاض اور بحر العلوم جیسے بزرگان اس کی تمجید اور اجازات اجتہاد صادر کئے بغیر نہ رہ جس کا تذکرہ آئینہ حق نما اور دیگر کتب میں موجود ہے اور خود غفرانمآب نے اپنے اجازات میں اس کا ذکر کیا ہے۔

نیز ان کی اس کتاب پر ان کے بعض نمک خواروں نے نقد بھی لکھا جس کے نسخے قابل دید ہیں جسے (معول العقول علی علم الاصول) کا نام قرار دیا؛ حالانکہ علم اصول ائمہ معصومین ع کی

فصل ۸۔ ذکر حدیث مجمع البحرین برای صوفیہ اور جواب۔ ف ۹۔ حدیث مصباح الشریعۃ اور جواب

باب ۶۔۔ تمثیلات برای اثبات وحدت الوجود اور جواب

مقصد ۳۔ دلیل کشف؛ چار باب اور ایک منہج۔ ب ا۔ تعریف کشف اور اقسام۔ ب ۲۔ منع تحقق کشف

ب ۳۔ منع حجیت کشف در معاملات دین۔ ب ۴۔ منع حجیت کشف۔

منہج: تین باب۔ ب ا۔ منع حجیت کشف و اغلام فاحشہ کاملین ۱۱ فصلیں: فصل ا۔ اغلاط محیی الدین عربی، مراسلات عبدالرزاق کاشانی وعلاء الدین سمنانی۔ ۲۔ مطاعن حسن بصری اور اسکی اغلاط۔ ۳۔ مطاعن سفیان ثوری

ف ۴۔ مطاعن ابی یزید بسطامی اور حالات، بعض شیعہ جو اس کے کلام سے حسن ظن رکھتے

ف ۵۔ مطاعن ابراہیم بن ادھم، رابعہ عدویہ بصری، فضیل بن عیاض، وغیرہ معروف کرخی

ف ۶۔ مطاعن حسین بن منصور حلاج تفصیلی فصل۔ ف ۷۔ مطاعن غزالی، ف ۸۔ مطاعن شیخ عبدالقادر جیلانی، اور اس کی سیادت کی تحقیق۔

ف ۹۔ مطاعن جلال الدین محمد بلخی، ف ۱۰۔ مطاعن فرید الدین عطار، ۱۱۔ مطاعن حکیم سنائی۔

باب ۲: بدعات باطل۔ ۸ فصل۔ ف ا۔ وجد و اضطراب وغیرہ۔ ۲۔ غناء اور بعض شیعہ علماء کا اختلاف اور تحقیق

ف ۳۔ ریاضات، سلوک صوفیہ اور طریق رہبانیہ، ۴۔ عشق صوفیہ امردان و نسوان۔ ۵ صوفیہ کا نام

۶۔ صوف اور اون پہننا۔ ۷۔ ذکر خفی و جلی۔ ۸۔ بیعت کرنا۔

باب ۳: اختلاف مذاہب صوفیہ۔

مقصد ۴۔ نظریہ مختار کے اشکالات اور جوابات۔

خاتمہ؛ ۶ فائدہ۔ ف ا۔ امر معروف اور نہی منکر کے وجوب کی احادیث۔ ۲۔ اہل بدعت سے معاشرت سے پرہیز کا وجوب

۳۔ دشمنان دین کی پیروی کا حرام ہونا۔ ۴۔ بدعت گزاروں پر لعنت کا جواز۔ ۵۔ صوفیہ حلولیہ وغیرہ کا ارتداد

۶۔ ارتداد کے بعد توبہ۔ یہ کتاب شائع نہ ہوسکی۔ خطی نسخے موجود ہیں۔ مرعشی نجفی ۱۹۸۸۔ ۱۳۰۸۹، ملک تہران نمبر ۲۴۵۷، مکتبہ روضہ حسینیہ کربلا نمبر ۵۹۷، وغیرہ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

تعلیمات کی روشنی میں علمی قواعد اور کلیات کی تاسیس اور ان سے فروعات اخذ کرنے کیلئے بنایا گیا ہے خود اخباریوں نے اصولی قواعد کی ائمہ معصومین ع سے منقول سینکڑوں روایات جمع کی ہیں جن میں حر عاملی، فیض کاشانی، سید عبداللہ شبر کی (اصول اصلیہ فی اصول ائمہ) کے نام مشہور ہیں۔

اگر اصولی ابحاث نہ ہونگی تو فقہ کے احکام کے استدلال کا نظام قائم نہیں ہوگا حالانکہ روایات میں بکثرت احتیاط اور برائت کے بارے میں موجود ہیں تو ان کی علمی تحلیل اور تحقیق نہ کی جائے تو ایک طرف کی کثیر روایات معصومین ع کا ترک کرنا لازم آئے گا یا ان کو چھپانا پڑے گا جیسا کہ بعض کتب حدیث میں یہ روا رکھا گیا ہے حالانکہ محدثین سے اس بات کی امید نہیں تھی۔

کتاب اساس الاصول کی خصوصیات

یہ کتاب شیعہ مکتب کے جلیل القدر عظیم المنزلت جامع علوم معقول و منقول شخصیت نے تالیف کی ہے اس میں جن بنیادی ابحاث کو ذکر کیا گیا ہے ان میں بہت سی خصوصیات موجود ہیں:

۱) ابحاث میں جامعیت اور کمال پایا جاتا ہے، غفرانمآب نے ذکر شدہ مسائل میں سیر حاصل بحث کی ہے اور اس میں کسی گوشہ کو تشنہ تحقیق نہیں چھوڑا۔

۲) بلند مرتبہ ادبیات عرب سے استفادہ کیا ہے، جیسا کہ غفرانمآب اور ان کی آل و اولاد امجاد کی دیگر ادبی تحریروں سے بلند مرتبہ خوبصورت ادبیات مترشح ہے جس کا اعتراف اس دور کے جلیل القدر فقہاء و علماء شیعہ نے کیا ہے اسی طرح اس کتاب میں نہایت ادبی اور خوبصورت پیرائے سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۳) متعلقہ مسائل میں شیعہ روایات کا استقصاء اور جستجو کی گئی ہے اور ائمہ معصومین کے ماننے والوں کیلئے ان کی روایات کی کثیر تعداد جمع کی گئی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

اصولی علماء اعلام روایات پر حد درجہ مہارت رکھتے ہیں اس پر امتیاز یہ کہ فقط روایات کو جمع کرنے پر زور نہیں بلکہ ان کی دلالت کی حدود کو معین کرنے پر بھی توجہ دیتے ہیں۔

۴) اس کتاب کی قدامت تاریخی اور مصدر ہونے کے حوالے سے بھی خاص امتیاز حاصل ہے، یہ کتاب شیخ انصاری اور آخوند خراسانی اور ان کے ہم مکتب علماء اصول سے پہلے تالیف ہوئی، اس میں اصول کے اساسی مسائل کو تفصیل سے بحث کیا گیا ہے۔

۵) اس کتاب میں مولف نے جابجا ابتکارات اور نوآوری دکھائی ہے نقد و نظر، استدلال اور کئی جہات سے دیگر اصولی کتابوں کی نسبت اس میں نوآوری موجود ہے اور اس نعمت عظمی کا مولف نے مقدمہ میں شکر الہی ادا کیا ہے اور اس کو نبی اکرم اور ائمہ معصومین ع کے توسل کا نتیجہ قرار دیا ہے، اسی لیے اس کتاب کی تحقیق کا عنوان بھی وسیلۃالرسول ص قرار دیا گیا ہے۔

۶) نقد و نظر اور شبہات کا دفع کرنا اس کتاب کے امتیازات میں شامل ہے کیونکہ بنیادی طور پر یہ کتاب فوائد مدنیہ کے شبہات کا رد ہے لیکن خالص علمی اور استدلالی نقد پیش کیا گیا ہے اور مناظرانہ روش سے اجتناب کیا گیا ہے۔

۷) کتاب میں لغوی تحقیقات کی کثرت ہے اور مشکل الفاظ احادیث وغیرہ کو حل کرنے پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

۸) ابحاث کے ارد گرد بکثرت اعتراضات کا جواب بھی اس کتاب کے امتیازآت میں شامل ہے تاکہ بحث کے احتمالات کو بطور کامل حل کر دیا جائے۔

۹) علماء اعلام کی تحقیقات سے ان کے نام کی تصریح کے ساتھ استفادہ کیا گیا ہے، اور یہ اصولی کتب کی نسبت خاص امتیاز ہے جہاں اقوال کی تصریح کی بجائے بعض اعلام

Presented By: https://jafrilibrary.com

وغیرہ کی تعبیریں استعمال ہوتی ہیں یہاں نام کی تصریح کے ساتھ عبارت نقل کر کے اس کی تحقیق کی گئی ہے۔

۱۰) روایات کو نقل کرنے میں مصادر و اسناد پر خصوصی توجہ دی گئی ہے اور یہ اصولی کتب کی نسبت اس کتاب کی امتیازی حیثیت ہے جہاں روایات کے بعض ٹکڑے لیکر استدلال قائم کئے جاتے ہیں۔

۱۱) متنوع موضوع کی تحقیق بھی کی گئی ہے جیسے حجیت ظواہر قرآن میں علوم قرآن کی کئی ابحاث جیسے محکم و متشابہہ وغیرہ کی تحقیق ہے۔

۱۲) کتاب تاریخی حقائق اور واقعات سے بھرپور استفادہ کرتی ہے اور واضح امور سے استدلال بھی کیا گیا ہے۔

۱۳) معصومین کے علاوہ کئی شخصیات کے کلام سے بھی تائید لی گئی ہے جن کو منابع میں نقل کیا گیا جیسے ابن عباس، اور دیگر اعلام۔

۱۴) عین عبارتوں کو نقل کرنے پر خصوصی توجہ دی گئی ہے جیسے محمد تقی مجلسی کی لوامع صاحبقرانی شرح فارسی فقیہ کی عین عبارت نقل کی اور اس پر نقد و تبصرہ کیا ہے۔

تحقیق کی خصوصیات

اس تحقیق میں درج ذیل نسخوں پر اعتماد کیا گیا ہے:

۱) یہ تحقیق نسخہ پی ڈی ایف احیاء آثار برصغیر مآب لیب کام جس پر مہر حاجی داود لائبریری کراچی کی مہر سید محمد دہلوی کے نام سے موجود ہے یہ نسخہ جا بجا مفید حواشی اور تعلیقات سے بھرپور ہے۔

یہ نسخہ دور حاضر کے معروف نسخہ شناس اور میراث علمی مکتب اہل بیت کی نشر و اشاعت میں کوشاں محقق و موید محمد عباس مسعود نے عنایت کیا۔ خداوند کریم ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور انہیں صدقہ جاریہ قرار دے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

۲) دوسرا نسخہ تصاویر کی صورت میں آل غفرانمآب کے چشم و چراغ ڈاکٹر سید مصطفیٰ جائیسی نے عنایت کیا موصوف آل غفرانمآب کے علمی آثار کی نشر و اشاعت میں کوشاں ہیں اور تاریخ علمی تشیع بر صغیر میں ید طولی رکھتے ہیں اور خاص کر آل غفرانمآب کی علمی اور اجتہادی منہج کو زندہ کرنے میں موفق ہیں، خداوند کریم ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

یہ نسخہ اس کتاب کی طبع ۲۵ صفر ۱۲۶۴ ہجری مطبع محمدیہ اہتمام عبداللہ بن حاجی ولی محمد لکھنو ذکر ہے اور اس کا نسخہ استان قدس رضوی مشہد ایران میں ۳۰۰۰۲ میں ثبت ہے۔

کتاب کی تحقیق میں اگرچہ ان دو نسخوں پر اعتماد کیا گیا ہے لیکن اس میں ترجمہ کے علاوہ تحقیق کے ممکنہ بہت سے فوائد شامل ہیں؛

۱) تخریج آیات و روایات اور اقوال پر بھرپور توجہ دی گئی۔
۲) اعلام و کتب کے تعارف کی کوشش کی گئی ہے۔
۳) مربوط مطالب کے حواشی ذکر ہوئے۔
۴) نقد و نظر کی تکمیل کی گئی ہے۔
۵) ممکنہ مربوط مطالب کی تکمیل کی کوشش کی گئی ہے۔
۶) مقدمہ علمی میں تاریخ اصول شیعہ اور مولف و کتاب کا علمی تعارف پیش ہوا۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

خطبہ مولف

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، حمد اس اللہ کی جس نے عقل[1] کو ایسی دلیل و رہنمائی بنایا کہ جس کا برہان کبھی خاموش نہیں ہوتا اور ایسا حق بنایا کہ اس کے اعوان و مددگار کبھی خوار نہیں ہوتے۔

[عقیدہ رسالت]

پھر ہمارے لیے تمام کے سید و سردار اور بہترین راہ کی طرف رہنمائی کرنے والے نبی کو بھیجا جنھوں نے نبیوں کی بندش کے وقت پیغام پہنچایا؛ ان کو تمام لوگوں کیلئے بشارت دہندہ اور ڈرانے والا قرار دیا[2]۔

[قرآن کریم کے متعلق شیعہ عقیدہ]

اور ان پر ایسا فرقان نازل کیا جو ہر چیز کو بیان کرنے والا ہے۔ نیز وضاحت دینے والا اور تفصیل بیان کرنے والا ہے۔ پس وہ نور مبین ہے اور محکم سہارا اور مضبوط رشتہ اور بلند مرتبہ ہے کہ اس کے آگے پیچھے باطل نہیں آسکتا[3]۔

---

[1]۔ قرآن وسنت متواتر میں عقل و شعور انسانی کو بقیہ مخلوقات اور حیوانات سے امتیاز قرار دیا گیا۔ کافی اور بحار جیسی جوامع حدیث شیعہ بھی کتاب عقل سے شروع ہوئیں؛ لیکن اخباریت نے ان سب کو چھوڑ کر مناظرانہ روش اختیار کی اور عقل سلیم کی حجیت کا انکار کرنے لگے اسی لیے مولف نے اپنی کتاب کی ابتداء میں خدا کی حمد اسی امتیاز سے کی ہے جو اس نے انسان کو عطا کیا ہے۔

[2]۔ نبی اکرم ﷺ کی یہ صفات اور شیعہ عقیدہ قرآنی آیات سے ماخوذ ہے۔

[3]۔ مولف نے یہاں قرآنی آیات سے اقتباس کیا ہے۔ سورہ فرقان۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

اور وہ خدا کی نازل کردہ کتاب ہے جو زبردست قدرت والا اور حکمت والا ہے[1]۔

اور درود و سلام ہو ان کے نبی اور منتخب بندے، رسولوں کے سردار اور نبیوں کے آخری پر جن کی متین شریعت کو قیامت کے دن تک ہمیشگی دیکر مخصوص کیا ہے[2]۔

[عقیدہ امامت کا بیان]

اور ان کی آل پر جو ہدایت دینے والے اور ہدایت یافتہ ہیں اور دین کے امین ہیں اور نزول وحی کا محور ہیں اور یقین کے چراغ ہیں اور رسالت کا گھرانہ ہیں۔ ملائکہ کے آنے جانے کا مرکز ہیں، اور حکمت خدا کے معدن و خزانہ ہیں اور راز خدا کے محافظ ہیں سیدھی راہ اور مستقیم روش کے مالک ہیں[3]۔

ان کی راہ چلنے والا نجات پا گیا اور ہدایت یافتہ ہوا اور جس نے ان سے روگردانی کی وہ گمراہ ہو گیا جیسا کہ نبی اکرم ﷺ سے صحیح السند روایت میں منقول ہے، فرمایا:

(میرے اہل بیت کی مثال نوح کی کشتی کی مانند ہے جو اس میں سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جس نے روگردانی کی وہ غرق ہو گیا[4])۔

---

[1]۔ مولف نے یہاں تشیع اصولی کے نظریہ عدم تحریف قرآن کا برملا اعلان کیا ہے جس پر طول تاریخ میں تصریحات موجود ہیں لیکن اس کے مقابلے میں اخباریت کا نظریہ تحریف بھی کسی مصیبت سے کم نہ تھا، وہ نہ فقط قرآن کے ظواہر کی حجیت کے منکر تھے، بلکہ قرآن کی تحریف و تبدیلی کی طرف میلان رکھتے تھے اور اس کیلئے انہیں ضعیف، بلکہ جعلی اور جھوٹی حدیثوں نے دھوکہ دیا تھا؛ حالانکہ قرآن و سنت متواتر قرآن کے محفوظ و مصون ہونے پر قائم تھے۔ اگر اخباریت کی اور کوئی مشکل نہ ہوتی تو یہی نظریہ تحریف ہی ان کی بہت بڑی غلطی تھی جو ناسور کی طرح چاٹ رہی تھی اور تشیع کو بدنام کروا رہی تھی اور علما اصول نے ان کو رد کر کے تشیع کا سر فخر سے بلند کر دیا، خدا تمام علماء اعلام کو جزائے خیر دے۔

[2]۔ تمام مسلمانوں بشمول تشیع میں عقیدہ ختم نبوت پر ایمان لازم ہے اور مولف نے اس کا خطبہ میں برملا اعلان کیا ہے۔ پھر بھی اگر عقیدہ امامت کی حقیقت کو نہ سمجھ کر اعتراض ہو تو مقام تعجب ہے۔

[3]۔ ان سب فضائل اہل بیت ع کی تفصیل کافی و بحار کے کتاب امامت میں دیکھی جا سکتی جہاں مستقل ابواب میں ان کی احادیث و ادلہ ذکر ہیں۔

[4]۔ فریقین کی متواتر سندوں سے نقل ہوئی، ملاحظہ متواتر الاخبار عن النبی المختار، ص۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

اما بعد! عبد ضعیف، توفیق و اعانت کرنے والے خدا کی رحمت کا نیاز مند سید علی جنہیں (**سید دلدار علی بن سید محمد معین ہندی**[1]) کہا جاتا ہے وطن نصیر آباد ہے اور سکونت لکھنو میں ہے- خداان دونوں کی سیئات کو بخش دے اور انہیں ان کے معصوم آقاؤںؑ کے ساتھ محشور کرے —کہتا ہے:

[علم اصول فقہ کی اہمیت کا بیان]

قدر و منزلت کے اعتبار سے دینی علوم میں عظیم ترین اور شرف و درجے کے لحاظ سے علم توحید کے بعد سب پر ترجیح رکھنے والا علم، علم اصول واحکام ہے جو حلال و حرام کی گتھیاں سلجھانے کیلئے ہے۔ وہ دینی علوم کا رئیس اور سر دار ہے اور قواعد شریعت کی بنیاد اور اساس ہے؛

کیونکہ اس کے بغیر خدا کے اوامر واحکام کی اطاعت وامتثال نیز قوانین شریعت کا استعمال متعذر و مشکل ہوتا ہے؛

اور دین کی ضروریات[2] سے معلوم ہے کہ جو ایسا علم ہو وہ سب واجبات میں اہم ہے اور اس سے رو گردانی مہلک اور نابود کنندہ ہے جو مرتکب کو نابودی کی گھاٹیوں میں گرائے گی۔

---

[1]۔ مولف کے احوال پر مشتمل کثیر کتب کی طرف رجوع کیا جائے۔ خاص کر آئینہ حق نما کی تین ضخیم جلدیں ان کی خدمات کا حقیقی آئینہ ہیں۔

[2]۔ ضروریات دین و مذہب کی اصطلاحیں معروف ہیں یعنی دین و مذہب کے وہ مسائل جن پر سب کا اتفاق ہو ان میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو، مولف نے استدلال کے طریقے سے ضروریات کو پیش کیا کیونکہ دلیل کے قضایا واضح اور روشن ہونے چاہیں ورنہ منطقی دلیل معتمد نہ ہو گی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

[علم اصول شیعہ کی تاریخ کی طرف اشارہ]

اس لیے آپ نے دیکھا کہ شیعہ علماء کی کثیر جماعت[1] نے اپنی پوری کوشش اس کے مطالب اور ضروریات کی تحقیق میں صرف کی اور اس کی بنیادوں کو پختہ کرنے اور اس کے قواعد کو سلجھانے میں انتھک کوشش کی۔

[منکرین اصول فقہ کا بیان]

پھر اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ ایک حادثہ پیش آیا اور ایک ایسا مکتب پیدا ہوا کہ ان جلیل القدر علماء اعلام کو اسلاف کے طریقہ سے منحرف ہونے کا طعنہ دینے لگا؛

اور ان کو اہل خلاف کی پیروی کی نسبت دینے لگا[2]؛

اور گمان کیا کہ ان قواعد اصول اور چار شرعی ادلہ کی اختراع کا سبب یہ ہوا کہ وہ ہمارے امامیہ مخالفین کی کتابوں سے انس رکھتے تھے، حالانکہ ان قواعد کی کوئی ضرورت و نیاز نہیں تھی اور اس کی کوئی محکم حجت بھی قائم نہیں ہوئی۔

[کتاب اساس الاصول کی وجہ تالیف]

پس جب میں نے دیکھا کہ حالت یہ ہوگئی تو میں نے اپنے اوپر فرض کرلیا کہ اس موضوع میں غور و فکر کروں تاکہ صحیح راستہ واضح اور روشن ہوجائے۔ پس خدا کی حمد ہے کہ معاملہ سورج سے زیادہ واضح اور آشکار ہوگیا؛

---

[1]۔ مقدمہ تحقیق میں شیعہ علم اصول کی تاریخ پر قدرے روشنی ڈالی گئی ہے نیز اس کی تفصیلی کتب اور معجمات کی طرف رجوع کیا جائے۔

[2]۔ یہ وہ مصیبت عظمیٰ تھی جس کی وجہ سے شیعت کی بہت سی علمی میراث ضائع ہوگئی جب گروہ بندیاں پیدا ہوگئیں خود ایک گروہ دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہوا، یوں ایک دوسرے کی تحقیقات سے دشمنی نکالی گئی، اگر یہ نہ ہوتا تو علامہ حلی جیسے جلیل القدر محققین کی حدیث کی شروحات و تحقیقات پہنچ جاتیں لیکن ان حدیث کو سنبھالنے والوں نے انہیں اصولی میراث سمجھ کر نابودی کے سپرد کردیا اور ان پر سقیفہ کی پیروی کے طعنے دیکر شاگردوں کو بھی ان سے دور کردیا لیکن حق کی حمایت الٰہی شامل حال ہوئی قدماء و اسلاف کی روش اصولی تشیع میں قائم رہی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

[شیعہ علماء حقہ کی عظمت کا بیان]

کہ ہمارے علماء کے دامن ان چیزوں کے دھبوں سے پاک ہیں؛

ایسا کیوں نہ ہو جبکہ وہ تو انبیاءؑ کے وارث ہیں؛

اور بہترین ذوات مقدسہؑ کے جانشین ہیں؛[۱]

وہ ایسی نسبتوں سے پاک ہیں جو ناآگاہ افراد ان کی طرف دیتے ہیں اور ناقص لوگ ان سے جوڑتے ہیں۔

اور چونکہ اس کی وضاحت شرعی دلیلوں کی حجیت کو عقلی و نقلی براہین سے ثابت کرنے پر موقوف تھی میں نے اس موضوع میں مختصر رسالہ تصنیف کرنے کیلئے کمر باندھ لی۔ پس خدائے کریم ورحیم کے فضل سے ایسے فوائد پر مشتمل تحریر حاصل ہوئی جن کا نام ونشان سابقہ علماء کی کتابوں میں نہیں ہے[۲]؛

اور نہ معاصرین کے افکار کے نتائج میں ملتا ہے[۳]۔

---

[۱]۔ یہ حقیقت قرآن وسنت متواتر سے آشکار ہوتی ہے اس کیلئے کافی وبحار کی کتاب العلم کی طرف رجوع کیا جائے۔

[۲]۔ یہ حقیقت اس وقت سمجھ آتی ہے جب شیعہ علم اصول کی تحقیقات میں ترقی وکمال کا تسلسل بدقت معلوم ہو اگرچہ مولف سے پہلے بہت کچھ کتب اصول تشیع میں تحریر ہوئیں لیکن مسائل الجھے ہوئے تھے اور بہت سی ابحاث تشنہ تحقیق تھیں مولف نے بنیادی مسائل پر سیر حاصل بحث کی اور جامع تحقیق کر کے مسائل کو روشن کیا ہے۔

[۳]۔ مولف کے دور میں شیعہ علم اصول کی تحقیقات (نتائج الافکار) کی صورت میں جامع کتب میں پیش ہوئی تھیں لیکن پھر بھی ان میں بنیادی مسائل کو اس طرح نہیں پیش کیا گیا جس طرح مولف نے بکمال تمام پیش کیا ہے بظاہر اسی کی طرف اشارہ ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

یہ سب رسول اکرم ﷺ اور آپ کی آل پاک کی برکات کا نتیجہ ہے ان پر درود و سلام ہون جب تک سورج طلوع و غروب ہوتا ہے اور میں نے اس کا نام (**اساس الاصول**[۱]) قرار دیا تاکہ ماہرین کے نزدیک نام مسمّٰی کے مطابق ہو۔

[مخاطب سے انصاف طلبی[۲]]

اور اس کو دیکھنے والوں سے التماس ہے کہ اس میں انصاف سے دیکھیں[۳]؛

اور جدل و مناظرہ اور تندی سے پرہیز کریں[۴]؛

اور صمیم قلب اور تہہ دل سے ہماری بات کو غور سے سنیں اور اسم یں غور و فکر کرنے سے پہلے اس کی ردّ شروع نہ کریں کہ حق کے بعد صرف گمراہی ہے پس تم کہاں جاتے ہو اور جو کافر ہیں وہ حق بات سے روگردانی کرتے ہیں۔

[ممکنہ اشتباہات سے عذر خواہی]

اس کے باوجود اس میں غلطی یا لغزش ہو تو میں عذر چاہتا ہوں کہ ایسی جگہ اور ایسی زمانے میں ہوں جہاں علم و دانش کا نام و نشان نہیں اور دھوکہ دینے والوں کا جہل و نادانی شعار و نشانی بن

---

[۱]۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے مولف نے اصول کی بنیادوں کو پختہ کرنے کی کوشش کی اور اس پر ہونے والے اعتراض و شبہات کا قلع قمع کیا ہے اور اس میں خدا کی توفیق انہیں شامل حال ہوئی، خدا انہیں بلند درجات عطافرمائے۔

[۲]۔ جس دور میں یہ کتاب لکھی گئی مناظرے عروج پر تھے اور ہر گروہ اپنی محفل چمکانے کیلئے کوشاں تھا، مولف نے اپنی کتاب میں مناظرانہ روش سے ہٹ کر خالص علمی مطالب پر توجہ دی ہے اور مدمقابل کو بھی اسی کی دعوت دی ہے کہ وہ حقائق کے سامنے تسلیم ہو اور مناظرانہ روش کو ترک کرے، اور یہ بہترین دعوت ہے۔

[۳]۔ سب سے بنیادی اور مشکل حقیقت کی طرف اشارہ ہے حالانکہ دین و قرآن اسی کی تاکید کرتے ہیں کہ انصاف کرو اگرچہ وہ اپنے خلاف ہی ہو۔

[۴]۔ علم منطق میں پانچ فن بیان ہیں برہان، خطابت، شعر، جدل، مغالطہ، ان میں حقیقت کی جستجو صرف برہان سے ہوتی ہے باقی سب بعض جہات سے استعمال ہوتے ہیں جدل و مناظرہ بھی مدمقابل کو خاموش کرانے کا ذریعہ ہے اس میں جدل احسن کا لحاظ بہت کم کیا جاتا ہے جس کی دعوت قرآن نے دی ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

چکا ہے[1]، پس اگر کوئی غلطی یا بھول چوک ہو تو وہ انسان کی طبیعت ثانیہ ہے (اور میں اپنے نفس کو بری نہیں سمجھتا کہ وہ برائی پر بہت ابھارنے والا ہے، مگر جو میرا رب رحم فرمائے)[2]، میں اس پر توکل کرتا ہوں اور اس پر بھروسہ ہے۔

[کتاب کے مطالب کی ترتیب]

پس رب کریم کی مدد سے اصل مقصود کو شروع کرتا ہوں۔

پس ہم کہتے ہیں کہ یہ کتاب ایک مقدمہ، چار مقاصد اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے:

---

[1]۔ تاریخ تشیع ہند اور ان دیار میں اس دور کی علمی روشوں کی طرف اشارہ ہے جب مناظرے دائر تھے اور علمی ابحاث اور مصادر ناپید تھے۔

[2]۔ سورہ یوسف، پارہ ۱۳ کے شروع سے اقتباس ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

مقدمہ

علامہ حلی[1] اور ان کے گروہ کے ان بعض مطاعن کا ذکر جو صاحب فوائد مدنیہ نے ذکر کئے اور انکی بعض عبارتیں جو قرآن کے ظواہر، اجماع اور اتفاق علماء، نیز عقلی دلیلوں کے انکار پر مشتمل ہیں۔

میں نے ان کو ذکر کیا تاکہ ان کے کام کو ضعیف قرار دینے میں عقلمندوں کے نزدیک میرا عذر قبول ہو۔

[فوائد مدنیہ سے علامہ پر دو بنیادی اعتراضات کا اقتباس]

انہوں نے مقدمہ میں علامہ حلی اور ان کے موافقین کی نوایجادات کے عنوان سے فرمایا ہے؛ جو اکثر امامیہ اصحاب ائمہ کے خلاف ہیں اور وہ دو چیزیں ہیں:

۱۔ ہماری ان کتابوں کی احادیث کی چار قسموں میں تقسیم کرنا جو ان اصولوں سے لی گئی ہیں جن کو ائمہؑ کے اصحابؓ نے خود ائمہ معصومینؑ کے حکم سے لکھا؛

---

[1] ۔علامہ حسن بن مطہر حلی شیعہ علماء اعلام میں وہ جلیل القدر شخصیت ہیں جن کی خدمات کا شہرہ کسی تعارف کا محتاج نہیں، انہوں نے ہر مشکل سے مشکل میدان میں اپنی تحقیقات پیش کر کے ہمیشہ کیلئے تشیع کا سر بلند کر دیا، فقہ، اصول، رجال و حدیث، فلسفہ منطق الغرض ہر موضوع میں انہوں نے تحقیقات پیش کی ہیں لیکن اخباری گروہ نے ان کی تحقیقات کو اپنے سابقہ علماء کی تالیفات کا تسلسل قرار دینے کی بجائے ان سے مناظرانہ روش سے بحث شروع کر دی اور خاص کر ان کی احادیث کی تحقیقات کی نابودی کا سامان کیا ہے دوسرے موضوعات کی کتب دوسرے فنون کے ماہرین نے محفوظ کی ہیں لیکن اخباری گروہ نے اپنے موضوع کی کتب کی حفاظت نہیں کی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

تاکہ وہ شیعہ کے عقائد اور اعمال ہیں مرجع بن جائیں خصوصا غیبت کبری کے زمانے میں ان سے تمسک ہو؛ تاکہ آئندہ نسلوں میں شیعہ ضائع نہ ہوں اور ان کے گمان کے مطابق ان اصول میں جو احادیث خود ائمہؑ کے حکم سے لکھی گئی ہیں[۱] وہ صحیح نہیں ہیں۔

اور ان کا یہ گمان ان کی ذہانت اور تصانیف میں جلد بازی کی وجہ سے پیدا ہوا وہ ہمارے اصحاب میں اہل سنت کے (فخر رازی) کی طرح ہیں[۲]۔

۲۔ان کا یہ نظریہ کہ جو مسائل ضروریات دین و مذہب میں سے نہیں ان میں خدا کی کوئی قطعی اور یقینی دلیل نہیں اور خدا نے ان میں اپنے بندوں کو صرف مجتہد کے ظن و گمان پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے چاہے وہ خطا پر ہو یا درست ہو۔

اور ان کا یہ نظریہ انہیں بہت سے قواعد اصولی کو ماننے تک پہنچاتا ہے جو اہل سنت کی کتابوں میں لکھے ہوئے تھے اور ائمہ معصومینؑ کی متواتر احادیث[۳] کے خلاف تھے جبکہ وہ اس سے غفلت میں تھے ،ان کا کلام تمام ہوا۔

---

[۱]۔یہ اخباری دعوے ہیں جو کتب حدیث کی تمام روایات کو صحیح اور معتبر قرار دینا چاہتے ہیں خاتمہ وسائل اور دوسری کتب میں اس طرح کئی باتوں کو جوڑنے کی کوشش کی حالانکہ ائمہ کے حکم سے احادیث لکھنے کی تاکید کا تمام روایات کے صحیح ہونے سے کوئی ربط نہیں جبکہ ان کتب میں بہت سی جعلی اور ضعیف بھی موجود ہیں جھوٹے راوی بھی پائے جاتے ہیں ان سب کے ہوتے ہوئے تمام روایات کے صحیح ہونے کا نظریہ واضح مناظرانہ روش ہے۔اس کی تفصیل الاخبار الدخیلہ میں علامہ محمد تقی صاحب قاموس رجال نے دی اور الفرق الاساسی میں بھی اس کی تاکید مزید ہے۔

[۲]۔تشبیہیں دینے میں مناظرین اور صاحب فوائد کو کوئی نہیں پہنچتا، حالانکہ فخر رازی اپنے مکتب میں تفصیلی تفسیر کبیر، کتب اصول و کلام لکھ کر خدمت کر چکے ہیں۔ہر مکتب اپنے علماء اعلام کی خدمات کی قدر کرتا ہے لیکن اخباریت نے اپنے علماء پر طعنہ بازی کرنے میں خیر سمجھی ہے۔

[۳]۔متواتر احادیث کے دعوے بہت ملتے ہیں لیکن تحقیق میں کم ہی پورے اترتے ہیں ،استرآبادی نے بھی ایسا کیا ہے، کہیں کی احادیث کو غیر ضروری مسائل میں متواتر کا دعوی کر دیا اس کی تحقیق متواتر الاخبار عن النبی المختار ص میں کی گئی ہے ۔متواتر حدیث جس کی سند ہر دور میں اتنے زیادہ راویوں نے نقل کی ہو کہ ان کا کذب پر جمع ہونا محال ہو،اب جن روایات کی ایک دو سندیں ہیں ان کے کثیر حوالے ان کو متواتر نہیں بناتے غور کریں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

تبصرہ

پہلی بات جو علامہ اور ان سے پہلے سید سند ابن طاووس نے اختیار کی جیسا کہ صاحب معالم نے اپنی بعض تصنیفات میں اس کی تصریح کی ہے اس کی ضرورت موجود تھی اور انہوں نے کتنا اچھا کام کیا ہے جیسا کہ ان شاء اللہ دوسرے مقصد میں واضح ہو جائے گا۔

دوسری بات اگر ان کی مراد یہ ہو کہ انکا نظریہ ہوا کہ اس کی قطعی اور ظاہر دلیل نہیں جیسے روزانہ کی نماز کے واجب ہونے کی دلیل روشن اور واضح ہے اور ماہ رمضان کے روزوں کے وجوب کی دلیل آشکار ہے تو یہ صرف علامہ حلی سے خاص نہیں اس کا کوئی انسان بھی انکار نہیں کر سکتا۔

اور اگر ان کی مراد یہ ہو ہو کہ علامہ نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ اس کی اصلا کوئی قطعی دلیل نہیں اگرچہ وہ معصوم کے پاس ہو جیسا کہ ان کی عبارت سے یہی سمجھا جاتا ہے تو میرا گمان ہے کہ یہ علامہ پر بہتان اور تہمت ہے اور ان کی کتابوں میں ان کا کلام اس کے خلاف بول رہا ہے جیسا کہ ان شاء اللہ خاتمہ میں اشارہ کیا جائے گا۔

[فوائد مدنیہ سے دوسرے اقتباسات]

اور ان کی کتاب دیکھنے والوں کے ہاں اس طرح کے دعوے بعید نہیں ہیں اور انہوں نے دوسری جگہ فرمایا ہے:

[قدیم شیعہ علماء کے متعلق استرآبادی کی قصہ گوئی]

پھر غیبت کبری کے شروع میں (ابن جنید) اور (ابن ابی عقیل)[1] پیدا ہوئے اور انہون نے معتزلہ کی کتب کلام و عقائد اور کتب اصول فقہ کا مطالعہ کیا اور اکثر موضوعات میں ان کی روش

---

[1] ۔ یہ دونوں عالم قدیم ایام میں جلیل القدر شیعہ عالم اور فقیہ تھے ان کی کتابیں مرجع تشیع تھیں کوئی حاجی زوار نہ تھا جو ان کی کتب تبرک میں نہ لاتا ہو پھر اخباریت نے یہ قصے گھڑ لیے، ایک محقق سہو النبی ص کی شیعہ روایات کی تحقیق کرتے ہوئے قصہ سرائی پر اتر آئے اور لکھتے ہیں شیخ صدوق کے استاد ابن الولید سنی سے شیعہ ہوئے تھے انہوں نے یہ نظریہ شیخ صدوق کو

Presented By: https://jafrilibrary.com

پر چل پڑے، پھر (شیخ مفید)[1] نے اپنے شاگردوں کے سامنے ان دونوں سے حسن ظن ظاہر کیا جیسے (سید جلیل القدر مرتضی)[2] اور (شیخ الطائفہ)، تو ہمارے متاخر اصحاب میں عقلی افکار پر مبنی اصولی قواعد اور کلامی قواعد مشہور ہوگئے حتی نوبت علامہ اور ان کے موافقین ہمارے اصولی اصحاب تک پہنچی تو انہوں نے اہل سنت کی کتب کا مطالعہ کیا اور وہ علوم میں تبحر اور مہارت چاہتے تھے یا دوسری صحیح اغراض و مقاصد کا ارادہ رکھتے تھے اس طرح ان کو ان کے بہت سے کلامی، فقہی، اصولی قواعد اور شرعی امور میں تقسیمات اور اصطلاحات پسند آگئے تو انہوں نے اسے اپنی کتب میں بغیر کسی ضرورت کے ڈال دیا جیسا کہ ان شاء اللہ اس کا بیان آئے گا؛

بلکہ وہ اس سے غافل تھے کہ یہ قواعد، تقسیمات اور اصطلاحات ہمارے مذہب کے ساتھ سازگار نہیں ہیں۔

اور وہ اس سے بھی غافل تھے کہ ہمارے علماء ان راہوں سے بے نیاز تھے کہ خدا کی طرف سے منصوص راہیں موجود ہیں اور ائمہ ہدیٰ سے نشر شدہ آثار موجود ہیں۔ کیسے نہ ہو جبکہ خدا نے

یاد کرادیا، جب ان سے سوال ہوا کہ جو روایات کتب احادیث میں سب محدثین نے ان سے پہلے نقل کی ہوئی ہیں ان کو کونسا سبق پڑھائیں گئے تو حیران رہ گئے۔ حقائق کو پرکھنے کی بجائے داستان سرائی سے مسائل حل نہیں ہوتے۔

[1] ۔ شیخ مفید نے چونکہ بہترین مناظرے کئے اور مکتب اہل بیت ع کی پیشرفت میں اہم کردار ادا کیا ان پر اخباریت کے قصے اثر نہیں کرتے حالانکہ علم اصول فقہ کا درس انہوں نے تذکرہ اصول فقہ کی صورت میں دیا وہ بھی خبر واحد کے منکر تھے اور اصول فقہ کی بحث سید مرتضی و شیخ طوسی نے ان سے لی۔ غور کریں۔

[2] ۔ تعجب کا مقام ہے جو سید مرتضی اور ان کے موافقین اصلا خبر واحد کی حجیت کے منکر تھے ان کو اخباری گروہ کا غضب شامل نہیں ہوا اس کے نفسیاتی اسباب پر غور کریں کیونکہ وہ آل رسول ص سے تعلق رکھتے تھے، لیکن دوسرے علماء کے متعلق اخباری قصہ گھڑنے میں سبقت لے گئے، بہرحال یہ سب اجتہادی اور تحقیقی مسائل تھے ان میں اختلاف واقع ہوا لیکن جھوٹی نسبتیں اور مناظرے درست نہیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

فرمایا: (وہ پھونکوں سے خدا کا نور بجھانا چاہتے ہیں خدا اپنے نور کو مکمل کرے گا اگرچہ مشرکین اس کو ناپسند کریں)[1]، ان کا کلام تمام ہوا[2]۔

تبصرہ

ان کی بہت سی باتیں علماء کرام سے سوء ظن اور بدگمان کی پیداوار ہیں ورنہ حقیقت یہ نہیں ہے جیسا کہ ان شاء اللہ اس کی وضاحت کی جائے گی۔

اور دوسری جگہ فرمایا:

(دوسری فصل: غیر ضروریات دین کے مسائل شرعی اصولی ہو یا فرعی ان میں مدرک و منبع ائمہ صادقین ع سے سننے پر منحصر ہے)، نیز اس میں فرمایا::

(قرآن اکثر مقامات پر اذہان رعیت کی نسبت عمومی طریقے سے وارد ہوا ہے اسی طرح بہت سی سنن نبوی بھی ہیں، اور ہمارے لیے ان احکام کو جن کو ہم نہیں جانتے احکام نظری شرعی چاہے اصولی ہوں یا فرعی سوائے ائمہ ؑ سے سننے کے کوئی راہ نہیں ہے اور احکام نظری کا ظاہر قران و ظواہر سنن نبوی سے استنباط کرنا جائز نہیں ہے جب تک ان کی حالت اہل ذکر سے معلوم نہ ہو جائے)، ان کا کلام تمام ہوا۔

اس طرح کی باتیں ان کی کتاب میں بہت زیادہ ہیں جیسا کہ ان سے کافی مقدار ہماری کتاب میں مختلف مقامات پر مناسبت سے ذکر ہو گی ان شاء اللہ۔

---

[1]۔ سورہ توبہ۔

[2]۔ فوائد مدنیہ امین استر آبادی، طبع محقق نشر اسلامی قم۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

[دیگر اخباریوں کا تذکرہ]

اور اس نظریہ کی طرف ہمارے علماء فضلاء کی ایک جماعت میلان رکھتی ہے ان میں سے (فاضل حسن کاشی[1])، اور (مولانا محمد تقی مجلسی[2]) ،خدا ان کی قبر معطر فرمائے ، نے اپنی بعض تصنیفات میں شامل ہیں اور میرا گمان ہے کہ ان کا یہ میلان ابتدائی تھا پھر ان کی غلطی کو پاکر اس سے پلٹ آئے تھے جیسا کہ ان کے بعض کلام سے ظاہر ہوتا ہے ، حقیقت حال خدا بہتر جانتا ہے۔

[1]۔بظاہر مراد محسن فیض کاشانی ہیں جنہوں نے اخباریت کی تائید میں کافی خدمات انجام دیں لیکن خود فلسفی اور عقلی ابحاث کے انبار لگادیئے۔اور ملا صدرا جیسے عظیم شیعہ فلسفی کی دامادی کا شرف بھی حاصل کیا اور ان کے علوم کا فیض و سرچشمہ بن کر ابھرے۔

[2]۔علامہ مجلسی کے والد جنہوں نے فقیہ صدوق کی شرح کا اقدام کیا اور عربی و فارسی میں اس کی تحقیق پیش کی اور اپنے فرزند و داماد کو کافی و دیگر کتب حدیث کی شروحات کی ترغیب دی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

مقصد اول: قرآن کی حجیت

اور اس کے ظواہر کی حجیت جب تک دلیل اس کے خلاف قائم نہ ہو۔

علامہ حلی نے نہایۃ الوصول میں فرمایا: (دوسری بحث یہ ہے کہ خدا کیلئے محال اور ناممکن ہے کہ وہ ظاہری دلیل کے ذریعہ غیر مقصود کا قصد بغیر قرینہ کے کرے اس پر سب کا اتفاق ہے سوائے مرجئہ کے۔

ہماری دلیل یہ ہے ک ہ یہ قبیح ہے کیونکہ یا اغراء بالجھل یعنی جہالت میں دھوکہ سے ڈال دینا ہے یا تکلیف مالا یطاق یعنی غیر مقدور و ناممکن چیز کی ذمہ داری دینا ہے۔

حالانکہ یہ لازمہ باطل ہے تو جس سے یہ لازم آتا ہے وہ بھی باطل ہے۔

ملازمہ کا بیان یہ ہے کہ اس نے ہمیں سمجھانے کا قصد کیا ہے ورنہ عبث اور فضول کام ہوگا تو یا ظاہری معنی کو سمجھانے کا قصد کیا ہے تو وہ جہالت میں دھوکہ سے ڈالنا ہے کیونکہ اس کا مقصود تو وہ نہیں ہے۔

یا غیر ظاہری معنی کو سمجھانے کا قصد کیا ہے تو اس سے تکلیف مالا یطاق لازم آتی ہے یعنی ایسی چیز کی ذمہ داری سونپنا جس کی قدرت نہ ہو۔

کیونکہ غیر ظاہری معنی کو سمجھنا بغیر قرینہ کے لفظ سے ممکن نہیں ہے ورنہ تو وہ ظاہری معنی ہوتا۔

نیز لفظ جو بیان اور قرینہ سے خالی ہو وہ غیر ظاہری معنی کی نسبت مہمل ہوتا ہے)، ان کا کلام تمام ہوا[1]۔

---

[1]۔ نہایۃ الوصول الی علم الاصول، طبع محقق موسسہ امام صادقؑ، قم۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

یہ کلام بیان کرتا ہے کہ قران کے ظواہر کی حجیت پر تمام گروہ شیعہ امامیہ کا اتفاق ہے نیز یہ دلیل ہے کہ عدم حجیت کا قول حسن و قبح عقلی کے قائلین کے مکتب کی بنیاد پر درست نہیں اور امامیہ اور ان کے پیروکار گروہ حسن و قبح عقلی کو مانتے ہیں۔

[دفع شبہات]

اگر تم کہو: خلاف ظاہر کا ارادہ کرنا تب قبیح ہے جب ائمہ سے سوال کرنے کا حکم نہ دیا گیا ہو لیکن جب وہ حکم موجود ہے تو کوئی قباحت نہیں ہے۔

ہم کہیں گے: ظواہر قرآن کی تفسیر میں ائمہؑ کی طرف رجوع کرنے کا حکم کہاں ہے؟

اس کا قرآن و سنت میں کہیں نام و نشان نہیں ہے اور حدیث ثقلین وغیرہ سے جو حکم ہونے کا گمان کیا جاتا ہے تو وہ ایسا ہے جیسا کہ بعد میں واضح ہو جائے گا۔

اور اگر ایسا حکم موجود ہو تو وہ خدا کے اس فرمان کے خلاف ہے: (ہم نے اس کو عربی قرآن قرار دیا تا کہ تم غور و فکر کرو)[1]، تو اس حکم کی تاویل کرنا واجب ہو گی۔

[روایات سے قرآن کے ظواہر پر عمل کی تاکید]

نیز دوسری بہت سی دلیلیں ہیں کہ قرآن حجت ہے چاہے نص ہو یا ظاہر۔

[قرآن و سنت پر عمل کرنے کی تاکید]

۱۔ جو شیخ صدوق نے کتاب معانی اخبار میں ابن ولید از خشاب، از ابن کلوب از اسحاق بن عمار از امام صادقؑ از آباءؑ نقل کیا ہے کہ اور محمد بن حسن صفار نے بصائر الدرجات میں اور شیخ طبرسی نے کتاب احتجاج میں امام صادقؑ سے نقل کیا ہے:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: (جو کچھ تم قران میں پاؤ، اس پر عمل کرنا لازم ہے اور اس کو چھوڑنے میں تمہارے لیے کوئی عذر قبول نہیں ہے اور جو کتاب خدا میں نہ ہو اور میری سنت

---

[1] ۔قرآن کریم۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

میں ہو تو میری سنت کو چھوڑنے کیلئے کوئی عذر نہیں ہے اور جو میری سنت میں نہ ہو تو جو میرے اصحاب نے فرمایا ہو، تم میں میرے اصحاب کی مثال ستاروں کی مانند ہے جس کو تھام لو ہدایت پاؤ گے میرے جس صحابی کی بات کو تھام لو ہدایت پاؤ گے ۔اور میرے اصحاب کا اختلاف تمہارے لیے رحمت ہے۔

کہا گیا: اے رسول خدا! آپ کے اصحاب کون ہیں؟

فرمایا: میرے اہل بیت[۱])۔

محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی نے فرمایا: (اہل بیتؑ اختلاف نہیں کرتے بلکہ وہ شیعہ کو کڑوے حق کا فتوی دیتے ہیں اور کبھی تقیہ کا فتوی دیتے ہیں تو جو ان کے اقوال میں اختلاف ہو وہ تقیہ کی وجہ سے ہے اور تقیہ شیعہ کیلئے رحمت ہے[۲])، ان کا کلام تمام ہوا۔

اس روایت کی دلالت کی وجہ یہ ہے کہ یہ خبر دلالت کرتی ہے کہ کتاب خدا اور سنت نبوی دونوں حجت ہیں بلکہ اہل بیتؑ کی روایات پر مقدم ہیں جیسا کہ توحید ابن بابویہ میں موجود حدیث جو امام رضاؑ سے منقول ہے اس کے ضمن میں تصریح نقل ہے۔

آپ نے فرمایا:

(کتاب خدا احادیث و روایات پر مقدم ہے اور اس کی ذریعہ صحیح روایات اور ضعیف روایات کا فیصلہ کیا جاتا ہے پس جس کا وہ فیصلہ کرے وہ حق ہے اور دوسری حدیث نہیں)[۳]۔

یہ نہ کہا جائے: یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ حکم جب قرآن و سنت سے سمجھا جائے تو اس پر عمل کرنا لازم ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ دونوں عمومی طریقے سے وارد ہوئے ہیں ان سے مراد سمجھی نہیں جاسکتی اور ان سے کوئی حکم ہمیں سمجھ نہیں آتا۔

---

[۱]۔ معانی الاخبار صدوق، ح۔

[۲]۔ توحید صدوق، ذیل حدیث۔

[۳]۔ توحید صدوق۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہم کہیں گے: اگرایسا ہوتا تو روایت میں بے فائدہ طول و تفصیل دی گئی جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔
اگر کہا جائے: یہ روایت قرآن و سنت کی فی الجملہ حجیت پر دلالت کرتی ہے نہ یہ کہ ان کے ظواہر نصوص کی طرح حجت ہیں۔
ہم کہیں گے: اس کے اطلاق اور وسیع معنی کا ظاہر شامل ہے چاہے وہ حکم ظاہر قرآن میں ہو یا نص میں ہو اور اس کی تقیید اور حدبندی کرنا اصل قانون کے خلاف ہے۔
نیز اس احتمال کی آئندہ براہین میں کوئی گنجائش نہیں ہے اور یہی مقدار ہمارے لیے کافی ہے۔

[حدیث کو قرآن پر عرضہ کرنے کی روایات سے استدلال]

۲۔ مستفیض روایات بلکہ متواتر المعنی احادیث ہیں وہ تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ اکثر کتب اصول میں منقول ہیں۔

کتاب کافی میں سند موثق سے امام صادقؑ سے منقول ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (ہر حق پر ایک حقیقت ہے اور ہر درستی پر ایک نور ہے جو کتاب خدا کے مطابق ہو اس کو لے لو اور جو اس کے خلاف ہو اس کو چھوڑ دو)[1]۔

اسی طرح امالی میں ہے[2]۔

نیز کافی و محاسن میں ایوب بن حرّ سے منقول ہے: میں نے امام صادقؑ سے سنا، فرمایا: (ہر شیئ کتاب خدا کی طرف پلٹائی جائے اور ہر حدیث جو کتاب خدا کے مطابق نہ ہو وہ زخرف اور باطل ہے)[3]۔

نیز ان دونوں میں ابن ابی یعفور سے منقول ہے۔ میں نے امام صادقؑ سے اختلاف حدیث کے متعلق سوال کیا جسے ہمارے معتمد راوی نقل کریں اور ان میں سے غیر معتمد راوی ناقل ہوں؟

---

[1]۔ کافی کتاب العلم۔
[2]۔ امالی۔
[3]۔ کافی، کتاب العلم، محاسن برقی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

فرمایا: (جب تمہارے ہاں کوئی حدیث وارد ہو اور تم کتاب خدا یا قول رسول سے اس پر کوئی شاہد اور گواہ پاؤ تو اسے لے لو ورنہ جو اسے لایا وہ اس کی نسبت اولویت رکھتا ہے)[1]۔

اس طرح دوسری سندوں سے بھی منقول ہے جن سب کو ذکر کرنا طول کا سبب ہوگا[2]۔

اس کی دلالت کی وجہ یہ ہے کہ پوری کتاب و سنت اگر روایات کی محتاج ہوتی اور وہ صرف عمومی انداز میں بیان ہوتی جیسا کہ مدمقابل کا دعوی ہے تو دور لازم آتا کیونکہ روایت دلالت کرتی ہے کہ اس روایت کو کتاب و سنت نبوی پر پیش کیا جائے پس اگر معاملہ برعکس ہو تو لا محالہ دور لازم آئے گا۔

[دفع شبہات]

اس میں اشکال کیا جاتا ہے کیونکہ یہ کہنا ممکن ہے کہ قدر مسلم اور متیقن یہ ہے کہ روایت کی صداقت کا علم ویقین کتاب وسنت پر پیش کرنے کا محتاج ہے اور مدمقابل یہ نہیں کہتا کہ کتاب وسنت کی صداقت کا علم روایت کی طرف محتاج ہے تو دور لازم نہیں آئے گا۔

نیز ممکن ہے کہ کہا جائے: کیوں ممکن نہیں کہ کتاب و سنت مراد پہنچانے میں بعض قطعی الصدور روایات کی طرف محتاج ہوں جبکہ دوسری روایات جو اس طرح نہیں وہ کتاب و سنت کی محتاج نہ ہوں تو دور نہیں ہوگا۔

آپ پر مخفی نہیں کہ پہلا اشکال بہت حد تک ساقط ہے کیونکہ کتاب خدا جب مراد پہنچانے میں مستقل نہ ہو تو روایت کو اس پر پیش کرنے کا فائدہ نہ ہوگا تو خبر کی سچائی یقین نہ ہوگی اور جب روایت کی سچائی کا یقین نہ ہوگا تو کتاب کے معنی و مراد کو سمجھنے میں اس سے کیسے مدد لی جاسکتی ہے؟ پس استدلال کا خلاصہ یہ ہے؛

خبر کی سچائی کا علم ویقین کتاب خدا پر پیش کرنے پر موقوف ہے،

---

[1]۔کافی۔ محاسن برقی۔

[2]۔ملاحظہ ہو بحار و وسائل الشیعۃ۔کافی و دیگر کتب حدیث شیعہ؛ ملحق ا میں اس بحث کی تکمیل کی جائے گی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

اور کتاب خدا پر پیش کرنا معنی سمجھ آنے پر موقوف ہے۔
اور معنی کو سمجھنا خبر کی سچائی کے علم پر موقوف ہے - جیسا مد مقابل نے دعوی کیا- یہی دور ہے۔

اور دوسرا اشکال بھی مردود ہے کیونکہ کتاب خدا اور سنت پر پیش کرنا لغو و فضول ہوگا اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ جب مشکوک الصدور روایت تمہارے پاس آئے تو اس کو یقین الصدور روایات پر پیش کرو جو ان کے موافق ہو قبول کرو اور جو مخالف ہو چھوڑ دو جیسا طبع سلیم رکھنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔

نیز تم پر پوشیدہ نہیں کہ یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ کتاب خدا کا شاہد و گواہ مطلقاً حدیث کو صحیح قرار دینے کیلئے کافی ہے اور وہ ظواہر قرآن پر بھی منطبق ہوتا ہے تو ظواہر بھی حجت ہونگے۔

نیز ان شاء اللہ نمبر دس اور گیارہ میں بھی واضح ہو جائے گا کہ کتاب خدا پر پیش کرنا عام تر ہے کہ نص کتاب پر پیش کیا جائے یا اس کے ظاہر پر پیش ہو۔

[کتاب القرآن کافی و تفسیر عیاشی سے اقتباس]

۳۔ محمد بن یعقوب کلینی نے کافی میں بسند خود اور محمد بن مسعود عیاشی نے اپنی تفسیر میں بسند خود امام صادقؑ سے روایت کی ہے آپ نے اپنے والد گرامیؑ کے واسطہ سے اپنے آباء سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(اے لوگو! تم جلدی کے گھر میں وہ تم سفر کی سواری کے پشت پر ہو تمہیں جلدی چلایا جارہا ہے تم نے دن رات اور سورج چاند دیکھ لیئے ہر نئی چیز کو بوسیدہ کر رہے ہیں اور ہر دور چیز کو قریب کر رہے ہیں ہر وعدہ دی ہوئی چیز کو لا رہے ہیں، تو اپنے دور کے سفر کیلئے زاد راہ تیار کرو)۔

مقداد بن اسود کھڑے ہوئے اور عرض کی: اے خدا کے رسول! یہ سرعت کا گھر کیا ہے؟

Presented By: https://jafrilibrary.com

فرمایا: پہنچنے اور کٹنے کا گھر ہے۔

جب تم پر فتنے تاریک رات کے اندھیرے کی طرح چھا جائیں تو قرآن کو تھام لو وہ شفاعت کرنے والا ہے اور اس کی شفاعت قبول ہو گی۔۔۔[1]۔

لمن عرف الصفۃ تک دونوں میں نقل ہے اور کافی میں اضافہ ہے[2]۔

تفسیر صافی کے مولف نے فرمایا: ماحل[3] یعنی مہلت دیتا ہے جب کوئی اس کی پیروی نہیں کرتا اور اس کی شکایت خدا کے دربار میں لے جائے گا۔

اور ایک قول ہے اس کا معنی یہ ہے کہ وہ مد مقابل ہو گا اس سے جھگڑا کرے گا۔

اور انیق کا معنی خوبصورت ہے جو ورطہ حیرت میں ڈال دے[4]۔

تخوم تخم کی جمع ہے اور وہ ہر چیز کی انتہائی حد ہے[5]۔

لمن عرف الصفۃ یعنی جو صفت استنباط کو جانتا ہو۔

عطب یعنی ہلاکت[6]، نشب یعنی ایسی مصیبت میں پڑنا جس سے خلاصی نہ ہو[7]۔[8]

اور اس کی دلالت کی وجہیں تو وہ عقلمند پر پوشیدہ نہیں اور اس کے عمومی طور ر وارد ہونے کا نظریہ ہر گز درست نہیں ہے۔

---

[1]۔ کافی۔ تفسیر عیاشی۔

[2]۔ کافی۔

[3]۔ کتاب عین فراہیدی۔

[4]۔ کتب لغت۔

[5]۔ مصباح فیومی۔

[6]۔ صحاح جوہری۔

[7]۔ مجمع البحرین۔

[8]۔ تفسیر صافی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

[حدیث ثقلین سے استدلال]

۴۔ جو عامہ و خاصہ کی روایت سے صحیح السند ہے[1] اور نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے:

میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، جب تک ان سے تمسک رکھو گے گمراہ نہ ہو گے، کتاب خدا اور میری عترت اہل بیت، وہ دونوں کبھی جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پہ پہنچ جائیں[2]۔

یہ نہ کہا جائے کہ شاید تمسک سے مراد کتاب و سنت سے مجموعی طور پر تمسک کرنا ہو نہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ تمسک مراد ہو تو یہ استدلال کامل نہ ہوگا۔

ہم کہیں گے: ہمارے اور مدمقابل کے درمیان اختلاف نہیں کہ ائمہ علیہم السلام کی روایات تمسک کے باب میں مستقل ہیں تو کتاب خدا کے بارے میں اسی طرح مستقل تمسک ہی مراد ہوگا جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔

۵۔ طبرسی نے کتاب احتجاج میں بسند خود امام محمد بن علی باقر سے نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے غدیر خم کے دن فرمایا:

اے لوگو! قرآن میں غور و فکر کرو، اس کی آیات کو سمجھو اس کی محکمات کو دیکھو اس کی متشابہات کی پیروی نہ کرو، خدا کی قسم! اس کی زجر و نہی کو بیان نہ کرے گا اور اس کی تفسیر کی وضاحت نہ کرے گا مگر وہ جس کا ہاتھ میں نے تھاما ہے جس کو اپنے پاس اوپر بلایا ہے[3]۔ حدیث بہت طولانی ہے اس سے بقدر ضرورت حصہ نقل کیا گیا ہے۔

---

[1]۔ خاص و عام کی کثیر اسناد اس کے تواتر کا فائدہ دیتی ہیں جیسا کہ اس حدیث کی مستقل تحقیقات میں ثابت ہوا ہے، مولف نے اس کی صحت سند پر تاکید کی ہے کیونکہ استدلال کیلئے اتنی مقدار کافی ہے۔

[2]۔ موسوعۃ الامامۃ من نصوص اہل السنۃ، مکتبہ مرعشی نجفی۔

[3]۔ احتجاج طبرسی، عربی، اردو ترجمہ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

[محکم و متشابہ کے معانی کی تحقیق]

اس روایت کی قرآن کی فی الجملہ حجیت پر دلالت کی وجہ مخفی نہیں ہے اور ظواہر قرآن کی حجیت پر دلالت اس پر مبنی ہے کہ محکم و متشابہ کے معنی کی تحقیق کی جائے؛

ہم کہتے ہیں کہ اصولی کہتے ہیں کہ اگر لفظ سے صرف وہی احتمال ہو جو اس سے سمجھ میں آئے اور دوسرا کوئی احتمال نہ ہو تو وہ نص ہے ورنہ جس معنی کو ترجیح ہو وہ ظاہر ہے اور جس کو ترجیح نہ ہو وہ ماوّل ہے، اور مساوی احتمالات والا لفظ مجمل ہے اور پہلے دو معنوں میں مشترک محکم ہے اور دوسرے دو میں مشترک متشابہ ہے تو اس بناء پر ظواہر کتاب اس کے محکمات میں سے ہیں تو وہ بھی حجت ہیں۔

[طبرسی کے کلام سے اقتباس]

مولانا طبرسی نے مجمع البیان میں فرمایا: محکم و متشابہ کے بارے میں چند اقوال ہیں:

۱۔ محکم وہ ہے جس کی مراد اس کے ظاہر سے سمجھی جائے اور کوئی قرینہ ملا ہوا نہ ہو اور نہ کوئی دوسری دلیل اس کی مراد پر دلالت کرے کیونکہ وہ خود واضح ہے۔

متشابہ جس کا معنی مراد اس کے ظاہر سے معلوم نہ ہو حتی اسکے ساتھ مراد کو سمجھانے والی دلیل ملائی جائے کیونکہ وہ خود واضح ہے۔

یہ معنی مجاہد کے قول کی بناء پر ہے جو اس نے کہا:

محکم تب ہے جب اس کے معانی مخلوط نہ ہو اور متشابہ وہ ہے جس کے معانی مشتبہ اور مخلوط ہوں[1]۔

۲۔ محکم ناسخ ہے اور متشابہ منسوخ ہے، یہ ابن عباس سے منقول ہے[2]۔

---

[1] ۔جامع تفاسیر ملاحظہ ہو۔کتب علوم قرآن اتقان سیوطی، التمہید ہادی معرفت۔

[2] ۔ تفسیر طبری و دیگر ملاحظہ ہوں۔سابقہ مصادر۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

۳۔ محکم وہ ہے جس میں صرف وجہ تاویل کا احتمال ہو اور متشابہ وہ ہے جس میں دو یا زیادہ تاویلوں کی گنجائش ہو یہ محمد بن جعفر بن زبیر اور ابو علی جبائی سے منقول ہے[۱]۔

۴۔ محکم وہ ہے جس کے الفاظ کا تکرار نہ ہو اور متشابہ وہ ہے جس کے الفاظ کا تکرار ہو جیسے قصہ حضرت موسیٰ وغیرہ، یہ ابن زید سے منقول ہے[۲]۔

محکم جس کی تاویل کا معین ہونا معلوم ہو اور متشابہ وہ ہے جس کی تاویل کا معین ہونا معلوم نہ ہو، جیسا کہ قیامت کا قیام، یہ جابر بن عبداللہ انصاری[۳] سے منقول ہے[۴]، ان کے کلام کا خلاصہ تمام ہوا۔

[مولف کی تحقیق مزید]

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ظواہر کتاب محکم کے مذکورہ معانی میں سے کسی کے مخالف نہیں اور اکثر روایات سے ظاہر ہے کہ محکم وہ ہے جس پر عمل کیا جائے اور متشابہ وہ ہے جس کا کچھ حصہ دوسرے سے مشابہ ہو۔

ان میں وہ روایت ہے جو عیاشی نے بسند خود عبداللہ بن سنان سے روایت کی میں نے امام صادقؑ سے قرآن وفرقان کے بارے میں سوال کیا۔

فرمایا: قرآن پوری کتاب ہے اور مستقبل کی خبریں ہیں اور فرقان وہ محکم ہے جس پر عمل کیا جائے اور ہر محکم فرقان ہے[۵]۔

---

[۱]۔ تفسیر جامع البیان۔ سابقہ مصادر۔
[۲]۔ تفسیر کبیر فخر رازی۔ سابقہ مصادر۔
[۳]۔ تفسیر نیشاپوری۔ سابقہ مصادر۔
[۴]۔ مجمع البیان۔
[۵]۔ تفسیر عیاشی۔ عربی، اردو ترجمہ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

اور ایک روایت میں ہے: ناسخ ثابت ہے اور منسوخ گذشتہ ہے اور محکم وہ ہے جس پر عمل کیا جائے اور متشابہہ وہ ہے جس کا کچھ حصہ دوسرے کے مشابہہ ہو[۱]۔

اور ظاہر ہے کہ اس پر عمل ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کا معنی مراد ظاہر اور روشن ہو کہ کلام ظاہر الدلالت کو مشتبہ المعانی نہیں کہا جاتا، خدا بہتر جانتا ہے۔

۶۔ جو نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے جیسا کہ مجمع البیان میں ہے، فرمایا: قرآن کی کئی وجہیں ہیں تو اس سے بہترین وجہ مراد لو[۲]۔

یہ دلالت کرتا ہے کہ قرآن حجت ہے بلکہ اس کی مشکل آیات کی تفسیر کی جاسکتی ہے۔

[خطبہ فدکیہ حضرت زہراء علیہا السلام سے اقتباس]

۷۔ جو جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام سے منقول ہے جو آپ علیہا السلام نے لوگوں پر حجت تمام کرتے ہوئے فرمایا جب انہوں نے روک لیا تھا جیسا کہ احتجاج طبرسی میں مذکور ہے، فرمایا:

اے فرزند ابو قحافہ! کیا کتاب خدا میں سے کہ تم اپنے باپ کے وارث بنو اور میں اپنے والد گرامی کی وارث نہ بنوں، یہ تو نے افتراء باندھا ہے، تم نے کتاب خدا کو چھوڑ دیا ہے اور اسے پس پشت ڈال دیا ہے، پھر آیات وراثت کو بیان کیا۔۔۔[۳]۔

پس عموم نص کے باب سے نہیں ہوتا کیونکہ تم جان چکے ہو کہ نص لفظ کے معنی پر ایسی دلالت ہوتی ہے کہ اس میں دوسرے معنی کا احتمال نہیں ہوتا۔

[ابی بن کعب کے دفاع ولایت سے اقتباس]

۸۔ ابیّ بن کعب کا قول جو اس نے لوگوں پر حجت تمام کرتے ہوئے پیش کیا، جب انہوں نے امیر المومنین کو چھوڑ دیا اور دوسروں کو انتخاب کیا، فرمایا: تم گمان کرتے ہو کہ اختلاف رحمت

---

[۱]۔ سابقہ مصدر۔

[۲]۔ مجمع البیان طبرسی۔

[۳]۔ بلاغات النساء، بحار الانوار۔۔ خطبہ فدک ترجمہ و تحقیق شیخ محسن علی نجفی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہے ہر گز نہیں، کیا کتاب خدا اس کی انکاری ہے کہ خدا نے فرمایا: ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو تفرقہ میں پڑ گئے اور بینات اور واضح نشانیوں کے بعد اختلاف کا شکار ہوئے، ان کیلئے عظیم عذاب ہے۔

یہ استدلال ب درست ہے جب اطلاقات و عمومات حجت ہوں۔

[سلمان فارسی کے خط سے اقتباس]

۹۔ سلمان فارسی کا قول جو انہوں نے حضرت عمر بن خطاب پر حجت تمام کرتے ہوئے فرمایا جو انہوں نے ان کے خط کے جواب میں تحریر کیا جب اس نے حذیفہ کے بعد مدائن پر عامل و گورنر بنایا حضرت سلمان نے لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلمان کی طرف سے جو رسول اکرم کا غلام ہے،

عمر بن خطاب کی طرف

اما بعد! میرے پاس آپ کا خط پہنچا جس میں آپ نے میری سرزنش کی اور مجھے طعنہ دیا اور یاد دہانی کرائی کہ مجھے مدائن کا عامل بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں حذیفہ کے طریقہ کی جستجو کروں اور اس کے اعمال و کردار کے ایام کی روش کی ٹوہ لگاؤں پھر تمہیں اس کے حسن و قبح کی خبر دوں جبکہ خدا نے مجھے اس سے منع کیا ہے جب فرمایا: اے مومنو! بہت زیادہ گمان سے بچو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور تجسّس نہ کرو اور ایکدوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے اس کو تم ناپسند کرتے ہو، خدا سے ڈرو۔

اور میں حذیفہ کی ٹوہ لگا کر خدا کی نافرمانی اور تیری اطاعت نہیں کروں گا۔

یہ دلیل ہے کہ سلمان نے لا یغتب کی نہی اور منع سے مراد حرام ہونا لیا اور تحریم نہی سے ظاہر ہے کہ نہی بکثرت مکروہات میں بھی استعمال ہوتی ہے اور سلمان کا قول محکم کتاب میں ہے آخر

Presented By: https://jafrilibrary.com

تک یہ صراحت ہے کہ ظواہر کتاب خدا محکمات میں سے ہیں اور یہ وجہ مستقل ہرے کے باوجود وجہ پنجم کی تاکید بھی ہو سکتی ہے۔

[امام جوادؑ کی بحث سے اقتباس]

۱۰۔ نیز احتجاج میں ہے کہ مامون نے جب اپنی بیٹی کی شادی امام ابو جعفرؑ سے کر دی ایک مجلس میں جب امام ابو جعفر جوادؑ، یحییٰ بن اکثم اور کثیر جماعت موجود تھی، آپ سے یحییٰ نے کہا: اے فرزند رسول! اس روایت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو منقول ہے کہ جبرئیل نبی اکرم ﷺ کے پاس نازل ہوا اور کہا: اے محمد! خدا تمہیں سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ ابو بکر سے پوچھو کیا وہ مجھ سے راضی ہے یا نہیں، میں تو اس سے راضی ہوں۔

امام ابو جعفر نے فرمایا: میں ابو بکر کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں ہر شخص میں کچھ خصوصیات ہوتی ہیں) لیکن اس خبر کو ماننے والے پر لازم ہے کہ وہ اس راویت کی مثال کو سامنے رکھے جو نبی اکرم ﷺ نے حجۃالوداع کے موقع پر فرمایا: مجھ پر جھوٹ بولنے والے بہت ہوگئے ہیں اور مزید زیادہ ہونگے، پس جو مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔جب تمہارے پاس کوئی حدیث آئے تو اسے کتاب خدا اور میری سنت پر پیش کرو، جو کتاب خدا اور میری سنت کے مطابق ہو اسے لے لو اور جو کتاب اور میری سنت کے خلاف ہو اسے نہ لو، جبکہ یہ روایت کتاب خدا کے موافق نہیں ہے۔

خدا نے فرمایا: ہم نے انسان کو خلق کیا اور جو وہ دل میں سوچتا ہے وہ ہم جانتے ہیں، ہم اس کی شہہ رگ سے زیادہ قریب ہیں تو خدا پر ابو بکر کی خوشی یا راضگی کیسے پوشیدہ رہی حتی اس کے چھپے ہوئے راز کے بارے میں سوال کر لیا۔ یہ عقل کے نزدیک محال ہے[1]۔

---

[1]۔احتجاج، باب امام مذکور۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

یہ روایت ،احادیث کو ظاہر کتاب پر پیش کرتی ہے اگر ظاہر کتاب حجت نہ ہوتا تو اس سے حجت تمام کرنا صحیح نہ ہوتا اور نہ اس سے مد مقابل کو خاموش کرنا صحیح ہوتا جیسا کہ ذہین و فطین افراد پر مخفی نہیں ہے۔

[امام علی نقیؑ کے اہوازیوں کے نام خط سے استدلال]

۱۱۔ نیز احتجاج میں جو امام ابوالحسن علی بن محمد عسکری نے اہل اہواز کے نام اپنے خط میں جواب دیا جب انہوں نے جبر و تفویض کے متعلق سوال کیا تھا فرمایا: پوری امت کا اجماع اور اتفاق ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ قرآن حق ہے اس میں تمام فرقوں کے نزدیک کوئی شک و شبہہ نہیں ہے تو وہ اس اتفاق اور اجماع کی حالت میں درستی پر ہیں اور خدا کے نازل کردہ کی تصدیق کرتے ہیں اور ہدایت یافتہ ہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی، تو آپ نے خبر دی کہ جس پر امت اجماع کرے اور ایکدوسرے سے مخالفت نہ کرے وہ حق ہے۔

یہ حدیث کا معنی ہے نہ جو جاہل لوگ اس کی تاویل کرتے ہیں اور نہ وہ جو دشمن کہتے ہیں حکم کتاب کو باطل کرنا چاہتے ہیں جھوٹی احادیث اور من گھڑت روایات اور ہلاک کنندہ خواہشات کی پیروی کرنا چاہتے ہیں جو نص کتاب کے خلاف ہیں اور واضح و روشن آیات کے مخالف ہیں ہم خدا سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں درستی کی توفیق دے اور ہدایت کی رہنمائی فرمائے پس جب کتاب خدا کسی روایت کی تصدیق و تحقیق کی گواہی دے اور امت کا ایک گروہ اس کا انکار کرے اور جھوٹی احادیث سے کوئی حدیث اس سے ٹکرائے تو وہ کتاب کے انکار کی وجہ سے کافر و گمراہ ہوئے۔

اور صحیح ترین روایت جس کی تحقیق کتاب خدا سے معلوم ہے جیسے وہ روایت جس پر سب کا اجماع اور اتفاق ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

Presented By: https://jafrilibrary.com

میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، جب تک ان سے تمسک رکھو گے گمراہ نہ ہو گے، کتاب خدا اور میری عترت اہل بیت، وہ دونوں کبھی جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پہ پہنچ جائیں۔

اور آپ سے دوسرے الفاظ میں بعینہٖ اسی طرح ہے فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں کتاب خدا و میری عترت اہل بیت، وہ کبھی جدا نہ ہونگے حتی میرے پاس حوض پر پہنچ جائیں اگر تم ان دونوں سے تمسک کروں گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، ہم نے اس حدیث کے شواہد کتاب خدا سے نص پالی جیسے خدا کا قول ہے تمہارا ولی اللہ، اس کا رسول اور وہ مومنین ہیں جو نماز کے رکوع میں زکات دیتے ہیں[۱]۔

پھر اس میں علماء کی روایات متفق ہیں کہ یہ امیر المومنین کیلئے ہے جب آپ نے انگوٹھی صدقہ دی تو خدا نے اس پر سراہا اور آیت نازل ہوئی[۲]۔

پھر ہم نے رسول ﷺ کو پایا آپ اصحاب کے پاس آئے اور فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے، اس کے دوست کو خدایا دوست رکھ اور اسکے دشمن سے دشمن رکھ[۳]۔

نیز فرمایا: علی میرے قرضے ادا کرے گا میرے وعدے پورے کرے گا اور وہ میرا خلیفہ ہے[۴]۔

نیز فرمایا: جب امام علیؑ کو مدینہ میں اپنا خلیفہ بنایا، اے رسول خدا، مجھے بچوں اور عورتوں پر اپنا جانشین بنایا ہے، فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہاروں کو موسی سے تھی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں[۵]۔

---

[۱]۔ الاحتجاج طبرسی، عربی، اردو ترجمہ۔

[۲]۔ احقاق الحق۔

[۳]۔ موسوعۃ الامامۃ من نصوص اہل السنۃ۔

[۴]۔ مسند احمد۔

[۵]۔ مجمع الزوائد۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہم نے جان لیا کہ کتاب خدا ان روایات کی تصدیق پر گواہ ہے تو امت کو اسکا اقرار لازم ہے[1]،
حدیث کا حصہ تمام ہوا۔

یہ حدیث صراحت رکھتی ہے کہ ظواہر کتاب حجت ہیں کیونکہ ولایت و خلافت میں نص نہیں اور ولی کا اولی بالتصرف ہونا یہ ولایت کے معانی میں یہاں روشن ترین معانی میں سے ہے اور اس کے کئی قرائن موجود ہیں جیسا کہ مناسب مقام پر لکھا گیا ہے۔

اور اس حدیث میں آپ کا قول: حدیث نص قرآن کے خلاف ہو اور واضح و روشن آیات کے خلاف ہو سے ظاہر ہوا کہ ان آیات کے ظاہر کی دلالت نص کے باب سے ہے اور وہ واضح طور پر دلالت کرتی ہے اور وہ محکمات ہیں نہ متشابہات۔

نیز حدیث سے ظاہر ہوا کہ روایات کو قرآن پر پیش کرنا عام تر ہے کہ نص کتاب اصطلاحی معنوں میں ہو یا ظواہر کتاب پر پیش کیا جائے اور کتاب کی شہادت اور گواہی بھی عام تر ہے کہ ظاہر ہو یا صراحت جیسا کہ مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے۔

۱۲۔ کافی میں اس سند سے منقول ہے: علی بن محمد عن صالح بن ابی حماد و عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد و غیر ھما مختلف سندیں ہیں امام امیر المومنین علیہ السلام نے عاصم بن زیاد پر حجت تمام کی جب اس نے عباء اوڑھ لی اور باریک و نازک کپڑے پہننا چھوڑ دیئے، اس کے بھائی نے امام امیر المومنین سے شکایت کی کہ اس نے اہل و عیال کو غمگیں کیا ہے اور اس کے بیٹے محزون ہیں، آپ نے فرمایا: میرے پاس عاصم بن زیادہ کو لاؤ، اس کو لایا گیا، جب اسے دیکھا تو ترش روئی دکھائی اور فرمایا: کیوں اپنے اہل و عیال پر رحم نہ کھایا کیا تو سمجھتا ہے کہ خدا نے پاکیزہ چیزیں حلال اور وہ ان سے تیرے لیے ناپسند کرتا ہے، یہ خدا پر بڑا خیال ہے کیا خدا نے نہیں فرمایا: اس نے اپنے بندوں کیلئے زمین بچھائی اس میں پھل اور گوشے دار کھجوریں ہیں کیا خدا نے

---

[1]۔ احتجاج طبرسی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

نہیں فرمایا: دو دریا ملتے ہیں ان کے درمیان برزخ و فاصلہ ہے وہ اس پر چڑھائی نہیں کرتے حتی فرمفایا: ان سے موتی اور ہیرے نکلتے ہیں۔

خدا کی قسم! خدا کی نعمتوں کو استعمال کر کے خرچ کرنا انہیں باتوں سے ذلیل کرنے سے بہتر ہے، خدا نے فرمایا: اپنے رب کی نمت کو بیان کرو[1]، حدیث کا حصہ تمام ہوا۔

اگر ظواہر قرآن عاقل و باشعور افراد پر حجت نہ ہوتے تو عاصم بن زیاد کا امام علیؑ کی طرف سے مذمت و سرزنش ہونے کا کوئی استحقاق نہ ہوتا اور اس پر آیات سے حجت تمام نہ ہوتی۔

[اصحاب کی عملی تربیت کا نمونہ]

۱۳۔ تہذیب میں امام صادقؑ سے منقول ہے: ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کی، میری کچھ ہمسائیاں غنا کرتی ہیں اور بانسری بجاتی ہیں میں بیت الخلاء جاتا ہوں تو انہیں سنتے ہوئے زیادہ دیر بیٹھتا ہوں فرمایا: ایسا نہ کر۔

عرض کی: خدا کی قسم! میں اس کام کیلئے نہیں جاتا، یہ تو میرے کانوں تک آواز آتی ہے، امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! تو نے بڑی بات کہی۔ کیا تو نے خدا کو نہیں سنا، فرمایا: کان، آنکھ اور دل سب سے سوال ہوگا، اس نے کہا: گویا میں نے یہ آیت کتاب خدا کی یہ ایت کسی عربی و عجمی سے نہیں سنی، یقیناً اب میں یہ کام چھوڑ دوں گا اور خدا سے توبہ کرو[2]، حدیث تمام ہوئی۔

یہ سابقہ طریقے سے مطلوب پر دلالت کرتی ہے۔

[خدا کی زینتوں سے دور کی مذمت کی روایات]

۱۴۔ نیز کافی میں امام صادقؑ سے منقول ہے امیر المومنینؑ نے عبداللہ بن عباس کو ابن کواء اور اس کے اصحاب کی طرف بھیجا۔ بس نے نازک قمیض اور شاندار چادر پہن رکھی تھی جب انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے اے فرزند، تو ہمارے نزدیک ہم سے بہتر ہے اور اس طرح کے

---

[1] ۔ کافی محمد بن یعقوب کلینی۔

[2] ۔ تہذیب الاحکام طوسی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

لباس پہنتا ہے ،فرمایا: پس پہلے اس میں تم سے بحث کروں گا ، کہہ دو، خدا کی زینت اور پاکیزہ رزق تم پر کس نے حرام کی ہے جو اس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی [۱]۔ خدا کی ہر مسجد کے لیے زینت کرو [۲]۔ [۳]

عیاشی نے آپ سے اس معنی کو نقل کیا ہے [۴]۔

نیز اس نے امام صادقؑ سے نقل کیا۔ سفیان ثوری نے آپ کو دیکھا آپ نے قیمتی خوبصورت لباس پہن رکھے تھے کہنے لگا: خدا کی قسم، میں ان کے پاس جاکر ان کی سرزنش کروں گا اور آپ کے قریب آیا اور عرض کی ،اے فرزند رسول، رسول ﷺ نے ایسے لباس نہ پہنے اور نہ آپ کے آباء میں سے کسی نے ایسا لباس پہنا، فرمایا:

رسول خدا ﷺ ایسے زمانے میں تھے اس تنگی کی بدولت وہ سیرت اختیار کی اور آپ کے بعد آسان ہو گئی، تو اس کے زیادہ حقدار نیکوکار ہیں، خدا نے فرمایا: کس نے زینت تم پر حرام کی [۵]، اس کے زیادہ حقدار ہیں جو خدا نے عطا کیا [۶]، حدیث تمام ہوئی۔

نیز آپؑ سے منقول ہے کہ آپ اپنے بعض اصحاب سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، عباد بن کثیر نے آپ سے ملاقات کی جبکہ آپ پر نرم و نازک اور خوبصورت لباس تھا اس نے عرض کی اے فرزند رسول، آپ نبوت سے ہیں یہ نرم و لباس آپ کیا ہیں؟ فرمایا:

---

[۱]۔ سورہ اعراف۔
[۲]۔ قرآن۔
[۳]۔ کافی۔
[۴]۔ تفسیر عیاشی۔
[۵]۔ اعراف۔
[۶] تفسیر عیاشی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

وائے ہو، اے عباد! کس نے زینت خدا کو کس نے حرام کیا جو خدا نے اپنے بندوں کیلئے پیدا کی ہے[۱]، حدیث تمام ہوئی۔

اس سے استدلال کا طریقہ سابقہ کی مانند ہے۔

جان لو اگر ائمہؑ کی روایات کی جستجو جائے تو بہت زیادہ روایات ایسی ملیں گی[۲] جو سابقہ طریقہ سے اس مطلوب پر دلالت کرتی ہیں شاید اتنی مقدار طبع سلیم رکھنے والوں کیلئے کافی ہے۔

[آیت تدبر فی القرآن سے استدلال]

۱۵۔ خدا کا قول ہے: (کیا تم قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا دلوں پر تالے پڑے ہیں)[۳]۔

اگر یہ عمومی طریقہ سے ہوتی ہے تو اس میں تدبر کا فائدہ نہ ہوتا اور اس کی تشویق بھی عبث ہوتی۔

[شبہہ کا ردّ]

نہ کہا جائے: یہ استدلال مصادرہ بر مطلوب ہے یعنی نتیجہ کو دلیل میں استعمال کیا ہے۔

کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ مدمقابل حجیت کتاب خدا کے قائل نہیں جب اسپر روایات سے شاہد و گواہ موجود ہو جبکہ مورد بحث میں ایسا نہیں ہے؛ کیونکہ کافی میں زہری سے منقول ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے اس نے کہا میں نے امام علی بن حسینؑ سے سنا فرمایا:

قرآن کی آیات خزانے ہیں جب اس کے خزانوں کو کھولو تو سزاوار ہے کہ اس میں غور و فکر کرو[۴]۔

---

[۱]۔ مصدر سابق۔

[۲]۔ اپنی مقدار روایات پیش کرنے کے بعد دیگر روایات کی طرف اشارہ اس موضوع کی تکمیل کیلئے ہے۔ جیسا کہ اہل اخبار نے ابواب میں جابجا روایات جمع کرنے کے بعد دوسری روایات کی طرف اشارہ کیا ہے، جامع احادیث میں کافی روایات کو ذکر کیا گیا ہے۔

[۳]۔ قرآن۔

[۴]۔ کافی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

[آیت؛ آیات قرآن کی محکم و متشابہ میں تقسیم سے استدلال]

۱۶۔ خدا کا فرمان ہے: (وہی ذات ہے جس نے آپ پر وہ کتاب نازل فرمائی جس کی بعض آیات محکم (واضح) ہیں وہی اصل کتاب ہیں اور کچھ متشابہ ہیں، جن کے دلوں میں کجی ہے وہ فتنہ اور تاویل کی تلاش میں متشابہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں، جب کہ اس کی (حقیقی) تاویل تو صرف خدا اور علم میں راسخ مقام رکھنے والے ہی جانتے ہیں [جو کہتے ہیں: ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں، یہ سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نصیحت تو صرف عقل مند ہی قبول کرتے ہیں])[1]۔

آیت کے سیاق سے ظاہر ہے کہ وہ تاویل کرنا چاہتے ہیں کی ضمیر متشابہات کی طرف پلٹتی ہے نہ پوری کتاب کی طرف جیسا کہ مجمع البیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے[2]۔

اور دلالت کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کی آیات کی محکم و متشابہ میں تقسیم کی پھر متشابہ کو خدا اور راسخون فی العلم سے خاص کیا اس سے سمجھا جاتا ہے کہ محکم کا علم ائمہ سے خاص نہیں ہے۔

عیون اخبار رضا میں امام رضاؑ سے منقول ہے فرمایا: جس نے متشابہ قرآن کو محکم کی طرف پلٹایا اسکی صراط مستقیم کی طرف ہدایت کی گئی[3]۔

۱۸۔ علامہ حلی نے نہایۃ الوصول میں فرمایا:

ان کا اتفاق ہے کہ کہ قرآن کا جو حصہ متواتر نقل ہوا وہ حجت ہے اور کسی چیز کے حجت ہونے کا کوئی معنی نہیں جب اس کا معنی سمجھ میں نہ آئے اور ان شاء اللہ واضح ہو جائے گا کہ اجماع منقول بھی حجت ہے[4]۔

---

[1]۔ آل عمران، ۷۔

[2]۔ مجمع البیان، ذیل آیت۔

[3]۔ عیون اخبار الرضا، شیخ صدوق۔

[4]۔ نہایۃ الوصول الی علم الاصول، علامہ حلی، طبع محقق موسسہ امام صادقؑ، قم۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

[علماء اسلاف کے کلام سے اقتباس]

۱۹۔ ہمارے سابقہ علماء کی عادت تھی اور مدمقابل کے اتفاق کے مطابق وہ ائمہ معصومینؑ کی راہ پر چلنے والے تھے کہ وہ قرآن کے ظواہر سے تمسک کرتے تھے جیسا کہ جستجو کرنے والے ماہر کیلئے ظاہر ہے۔

اور ظاہر ہے کہ یہ فقط اس لیے تھا کہ ان کے نزدیک ظواہر قرآن حجت تھے جیسا کہ مخفی نہیں ہے اور اگر تمہیں شک ہو تو یہ دیکھ لو؛

[مقدمہ کافی کلینی سے اقتباس]

جو شیخ جلیل القدر فقیہ محدث محمد بن یعقوب کلینی نے کافی کے شروع میں فرمایا ہے:

فَاعْلَمْ يا أَخي – رَحِمَكَ اللهُ – أَنَّ اللهَ – تبارَكَ و تَعالى – خَلَقَ عِبادَهُ خِلْقَةً مُنْفَصِلَةً مِنَ الْبَهائِمِ في الْفِطَنِ[۱] و الْعُقُولِ الْمُرَكَّبَةِ فيهِمْ، مُحْتَمِلَةً لِلْأَمْرِ و النَّهْيِ، و جَعَلَهُمْ – جَلَّ ذِكْرُهُ – صِنْفَيْنِ: صِنْفاً مِنْهُمْ أَهْلَ الصِّحَّةِ و السَّلامَةِ، و صِنْفاً مِنْهُمْ أَهْلَ الضَّرَرِ و الزَّمانَةِ[۲]؛ فَخَصَّ أَهْلَ الصِّحَّةِ و السَّلامَةِ بِالْأَمْرِ و النَّهْيِ، بَعْدَ ما أَكْمَلَ لَهُمْ آلَةَ

۱۔ في «الف». «الفطرة» و في «بس»: «الفِطَر» جمع فطرة. و في حاشية «ج»: «النطق». جان لو کہ صدر شیرازی نے «الفِطَر» کو متن کی نسبت بہتر قرار دیا، کہا ہے: «و في بعضها – أي النسخ –: الفطر – بالراء – جمع الفطرة و هذه أولى؛ لأنّ الكلام في أصل الخلقة، و الفطنة و الفطانة من الأمور العارضة، و لأنّها أنسب بقوله: كلّ مولود يولد على الفطرة ...» ثمّ قال: «و الظاهر أنّ الصورة الأولى – أي الفطن – من تصرّف الكتّاب». راجع: شرح صدر المتألّهين، ص۱۰.

۲۔ «الزَمانَة» هو المرض الذي يدوم زماناً، و الضرر مثله. انظر: المغرب، ص۲۱؛ المصباح المنير، ص۲۵۶ (زمن)؛ لسان العرب، ج۴، ص۴۸۳ (ضرر). سیّد داماد نے فرمایا: «المراد بأهل الضرر مكفوفو البصر، قال في الصحاح: رجل ضرير، أي ذاهب البصر». صدر المتألّهین نے فرمایا: «كأنهم ضرائر و زمناء في الجوهر الباطني، و الأوّل إشارة إلى قصور القوّة النظريّة التي يقال لها: العقل النظري، و الثاني إلى اختلال

Presented By: https://jafrilibrary.com

التَّكْليف، و وضع التَّكْليف عن أَهْلِ الزَّمانة و الضَّرر؛ إذْ قدْ خلقهم خلْقةً غير محتملة للْأَدَب و التَّعْليم، و جعل عزَّ و جلَّ سبب بقائهم أَهْل الصِّحَّة و السَّلَامة، و جعَلَ بَقاء أَهْلِ الصِّحَّة و السَّلَامة بالْأَدب و التَّعْليم.

جان لو اے بھائی! خدا تم پر رحم و کرم فرمائے کہ خدا تبارک و تعالی نے اپنے بندوں کو ایسی مخلوق بنا کر خلق کیا جو ہیئت ترکیبی میں سوچنے سمجھنے کی قوت اور استعمال عقل کی وجہ سے حیوانوں سے ممتاز ہیں جس کی وجہ سے انسان امر و نہی الہی کو برداشت کرتے ہیں اور پھر انسانوں کی دو قسمیں ہیں:

۱۔کچھ وہ جو عقل و فکر کی صحت و سلامتی سے ہمکنار ہیں[۱]۔

۲۔کچھ وہ ہیں جو عقل و فکر کے لحاظ سے اندھے پن اور شدید زمین گیر مرض کا شکار ہیں۔

سو خدا نے صحت و سلامتی رکھنے والوں کو خاص کر امر و نہی پر عمل کرنے کا ذمہ دار بنایا جب وہ ذمہ داری کو قبول کرنے کی عمر کو کامل کر لیں اور اندھے پن اور عقلی لحاظ سے مریض لوگوں

القوّة العمليّة التي يقال لها: العقل العملي». و قيل غير ذلك. راجع: الرواشح، ص ۵۵؛ شرح صدر المتألّهين، ص ۱۰؛ شرح المازندرانی، ج۱، ص ۴۰؛ مرآۃ العقول، ج۱، ص ۱۶.

[۱]۔ثواب الاعمال کے مترجم اردو نے <ص ۱۳> یہاں پہلی صنف کو بیان کرتے ہوئے لکھا: صنف انسان پر محبت و سلامتی یعنی خود امن سے رہے اور دوسروں کو امن کی ضمانت دے پھر دوسری قسم کو یوں بیان کیا: اور صنف حیوان پر کھانا پینا اور مشقت و ضرر کے ساتھ زندگی گزارنا لازمی قرار دیا ہے پھر ان کی وضاحت میں فرمایا: پس اللہ نے انسان کو عقل و فہم جیسے ہتھیار سے لیس کر کے اوامر و نواہی پر عمل کرنے کے لیے اپنا محکوم بنایا اور حیوان کو عقل و خرد سے محروم کر کے آزاد چھوڑ دیا جس کی وجہ سے حیوانی زندگی، تعلیمی و معاشرتی وقا سے یکسر عاری ہے جبکہ انسان کو علم و محبت اور تمدن جیسی نعمتیں میسر ہیں لہٰذا اس کے لیے کفر و اوامر و نواہی سے پہلو تہی ہرگز جائز نہیں ورنہ انبیاء و رسل کے ذریعے دینی تعلیم کا خدائی نظام درہم برہم ہو جائے اور دنیاداروں کی (غیر معصوم) اطاعت میں سلسلہ غیبی بے مقصد ہو کر رہ جائے*

مطالب بہت خوبصورت اور تقریر دلپذیر نہایت عمدہ ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس کا کلینی کی عبارت سے کوئی تعلق ہے یا چودہ سو سال کے بعد اپنے ماحول کے ستائے ہوئے لوگ اسے امن و سلامتی کا پیغام سمجھ کر پیش کرنا چاہتے ہیں، صحیح یہ ہے کہ اس تقریر کا کلینی کی عبارت سے تعلق نہیں ہے۔ اور مترجم نے دوسروں کا گلہ کرتے ہوئے اپنی اخباریت کو ثابت کرنے کی کوشش میں ترجمہ کے اصولوں کا جنازہ نکال دیا ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

سے تکلیف اٹھالی کیونکہ ان کو ایسی مخلوق بنایا ہے جو ادب اور تعلیم حاصل کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے اور خدا نے ان کی بقاء کا سبب ،اہل صحت و سلامتی کو قرار دیا ہے اور اہل صحت و سلامتی کی بقاء ان کی ادب و اخلاق اور علم و دانش میں قرار دی ہے۔

انسانوں پر خدا کا قانون نافذ ہونے کی عقلی دلیل

فَلَوْ كَانَت الْجَهَالَةُ جَائِزَةً لِأَهْلِ الصِّحَّة و السَّلَامَة، لَجَازَ وَضْعُ التَّكْلِيف عَنْهم، و فِي جوازِ ذلكَ بُطْلَانُ الْكُتُب و الرُّسل و الْآدَاب، و فِي رَفْعِ الْكُتُب و الرُّسل و الْآدَاب فَسَادُ التَّدْبِير، و الرُّجوعِ إلى قَول أَهْلِ الدَّهر؛ فَوجب فِي عَدْلِ اللهِ- عَزَّ و جلَّ- و حكْمته أَنْ يَخُصَّ مِنْ خَلْقِه خَلْقَةً مُحْتَمِلَةً لِلْأَمْر و النَّهْيِ بِالْأَمْر و النَّهْيِ؛ لِئَلَّا يَكُونُوا سُدًى مُهْمَلِين؛ و لِيُعَظِّمُوه، و يُوَحِّدُوه، و يُقِرُّوا لَه بِالرُّبُوبِيَّة؛ و لِيَعلموا أَنَّه خَالِقُهم و رَازِقُهم: إِذْ شَوَاهِدُ رُبُوبِيَّتِه دَالَّةٌ ظَاهِرَةٌ، و حُجَجُه نَيِّرَةٌ وَاضِحَةٌ، و أَعْلَامُه لَائِحَةٌ تَدْعُوهم إِلى تَوحيد اللهِ عَزَّ و جَلَّ، و تَشْهَدُ عَلى أَنْفُسِهَا لِصَانِعِهَا بِالرُّبُوبِيَّة و الْإِلَهِيَّة؛ لِمَا فِيهَا مِنْ آثَارِ صُنْعِه، و عَجَائِبِ تَدْبِيرِه، فَنَدَبَهُم إِلَى مَعْرِفَتِه؛ لِئَلَّا يُبِيحَ لَهُم أَنْ يَجْهَلُوه و يَجْهَلُوا دِينَه و أَحْكَامَه؛ لِأَنَّ الْحَكِيمَ لَايُبِيحُ الْجَهْلَ بِه و الْإِنْكَارَ لِدِينِه-

پس اگر اہل صحت و سلاَمتی کے لیے جہالَت جائز ہَوتی تو اَن سے خدا کی ذَمہ داَریوں کا اَٹھنَا جائز ہوتا،اس سے آسمانی کتابوں اور خدا کے رسولوں اور اخلاقی اقدار کا باطل ہونا لازم آتا اور کتابوں، رسولوں اور آداب کے اٹھنے میں تدبیر کا فساد ہے اور اہل دھر و زندیقوں کی بات کا صحیح ہونا لازم آتا ہے پس عدل خدا میں واجب ہے کہ وہ اپنی اس مخلوق میں جو امر و نہی کی صلاحیت رکھتی ہے اسے اپنے امر و نہی سے خاص قرار دے اور تاکہ وہ بے مہار اور بے ہدف مخلوق نہ بن جائیں[1] بلکہ انہیں چاہیے کہ اپنے رب کی تعظیم کریں اور ان کی توحید کا اعترف کریں اور ان کی

---

[1]۔ یہاں بھی ثواب الاعمال <ص ۱۳> کے مترجم اردو کا بیان نہایت عجیب ہے، لکھتے ہیں: پس اللہ نے اپنے عادلانہ نظام کے تحت انسانی تخلیق میں اپنی رحیمانہ عنایت مخصوص کی تاکہ انسان اپنی تخلیق کا مقصد سمجھ کر خالق کے احکام برضا و رغبت

Presented By: https://jafrilibrary.com

ربوبیت کا اقرار کریں اور اس بات کا یقین کر لیں کہ وہی ان کا خالق اور رازق ہے کیونکہ خدا کی ربوبیت کے دلائل بہت واضح ہیں اور اس کی براہین روشن ہیں اور اس کے قائم کردہ ہدایت کے چراغ بہت آشکار ہیں جو انہیں خدا کی توحید و یکتائی کی طرف بلاتے ہیں اور ان کے نفسوں میں یقین دلاتے ہیں کہ ان کا خالق و مالک ہی ان کا رب و معبود ہے کیونکہ اس کائنات میں ان کی صنعت و کاریگری کے آثار پائے جاتے ہیں اور ان کی تدبیر کے انوکھے رنگ موجود ہیں پس اس نے انہیں اپنی معرفت کی طرف بلایا تکہ ان کے لیے جائز نہ ہو کہ وہ اس سے جاہل رہ جائیں اور اس کے دین و احکام سے ناآشنائی کا اظہار کریں کیونکہ خالق حکیم سے ناآشنا رہنا اور اس کے دین کا انکار کرنا جائز نہیں ہے۔

فَقَالَ جلَّ ثَناؤه: «أَ لَمْ يؤخَذْ عَلَيهِم ميثاقُ الْكِتاب أَنْ لا يَقُولُوا عَلَى اللّٰه إِلّا الْحَقَّ»[1]، و قَالَ: «بل كَذَّبوا بما لَمْ يُحيطُوا بِعلْمه»[2]، فَكَانُوا مَحْصورين بالْأَمر و النَّهي، مأْمورين بقَول الْحقّ، غير مرخَّصٍ لَهم فِي الْمقام عَلَى الْجهلِ؛ أَمرهم بالسُّؤال و التَّفقُّه فِي الدِّين،

بجالائے ورنہ تخلیق کا مقصد فوت ہو جاتا ہے انسان پر لازم ہے کہ خدا کی کبریائی کا اعتراف کرے اسے یکتا و تنہا سمجھے اس کی حاکمیت تسلیم کرے اسے اپنا خالق و رازق مانے کیونکہ ان کی خلافت کی شہادت ہر سو چہار دانگ عالم میں عیاں ہے اس کی حجت از خود روشن ہے اس کی تخلیق کے سارے نمونے بے مثال ہیں لوگوں کو چاہیے کہ خدائے عزوجل کی توحید کی طرف سب کو راغب کریں کیونکہ ان کی اپنی ذاتی تخلیق خود شاہد ہے کہ انکا صانع وہی معبود یکتا ہے جو ان سب کی ربوبیت کر رہا ہے اور بندوں کے اپنے وجود ذی جود خلاق عالم کی تدبیر و صنعت کی عکاسی کر رہے ہیں خدا نے خود اپنے بندوں کو جابجا اپنی معرفت کے اشارے دیئے ہیں تاکہ بندہ اللہ کے دین و احکام دین سے غافل نہ رہے۔۔۔

[1] ۔ الأعراف (۷) : ۱۶۹: پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے: کیا ان سے کتاب کا میثاق نہیں لیا گیا تھا کہ وہ اللہ کے بارے میں حق بات کے سوا کچھ بھی نہ کہیں گے اور جو کچھ کتاب کے اندر ہے اسے یہ لوگ پڑھ چکے ہیں اور اہل تقویٰ کے لیے آخرت کی زندگی ہی بہترین زندگی ہے، کیا تم سمجھتے نہیں ہو.

[2] ۔ یونس (۱۰) : ۳۹: پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے: ۔ بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) انہوں نے اس چیز کو جھٹلایا جو ان کے احاطہ علم میں نہیں آئی اور ابھی اس کا انجام بھی ان کے سامنے نہیں کھلا۔ اس طرح ان سے پہلوں نے بھی جھٹلایا تھا، پھر دیکھ لو ان ظالموں کا کیا انجام ہوا.

Presented By: https://jafrilibrary.com

فَقالَ عزَّوجلَّ: «فَلَوْ لا نفر من كُلّ فرقة منْهم طائفةٌ ليتفقَّهوا في الدّين و لينذروا قومهم إذا رجعوا إليهم لعلّهم يحْذرونَ»[۱]، و قالَ: «فسئلوا أهْل الذّكر إنْ كُنتم لا تعلَمون»[۲]. فلو كانَ يسع أهْل الصحَّة و السَّلامة الْمقام علَى الْجهل، لَما أمرهم بالسُّؤال، و لَم يكُن يحتاج إلى بعثة الرُّسل بالْكُتب و الْآداب، و كانوا يكُونون عند ذلك بمنزلة الْبهائم، و منزلة أهْل الضّرر و الزّمانة،و لَو كانُوا كَذلك، لَما بقوا طرفة عين-

اور خدا تعالی نے فرمایا: کیا ان سے کتاب کا میثاق نہیں لیا گیا تھا کہ وہ اللہ کے بارے میں حق بات کے سوا کچھ بھی نہ کہیں گے۔

اور فرمایا: ۔بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) انھوں نے اس چیز کو جھٹلایا جو ان کے احاطہ علم میں نہیں آئی۔

پس ان کو امر و نہی کے حصار نے گھیر رکھا ہے اور انہیں حق بات کہنے کا حکم دیا گیا ہے اور ہر گز انہیں جہالت پر قائم رہنے کی اجازت نہیں دی گئی اور خدا نے انہیں سوال کرنے اور دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کا حکم دیا ہے:

اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب مومنین نکل کھڑے ہوں، پھر کیوں نہ ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے تا کہ وہ دین کی سمجھ پیدا کریں اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آئیں تو انہیں تنبیہ کریں تا کہ وہ (ہلاکت خیز باتوں سے) بچے رہیں۔

اور فرمایا: اگر تم لوگ نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔

اگر صحت و سلامتی رکھنے والوں کے لیے جہالت پر قائم رہنا جائز ہوتا تو انہیں سوال کرنے کا حکم نہ دیتا اور رسولوں کو کتابوں اور آداب کے ساتھ بھیجنے کی ضرورت نہ ہوتی اور اس وقت وہ

۱۔ التوبۃ (۹): ۱۲۲۔

۲۔ النحل (۱۶): ۴۳: پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے: اور ہم نے آپ سے پہلے بھی مردان (حق) ہی کی طرف وحی بھیجی ہے، اگر تم لوگ نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لو، الانبیاء (۲۱): ۷۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

حیوانوں اور عقل و فکر کی طاقت سے عاری اندھے پن کا شکار اور زمین گیر مرض میں گرفتار افراد کی طرح ہو جاتے اور اگر وہ اس طرح ہوتے تو ایک پلک جھپکنے تک بھی باقی نہ رہتے۔

[علم و یقین حاصل کرنے کی ضرورت]

فَلَمَّا لَمْ يَجُزْ بقاؤهم إلّا بالْأَدب و التَّعليم، وجب أَنَّه لَابُدَّ لكُلِّ صحيح الْخلْقة، كَامل الْآلَة من مؤدب و دليلٍ و مشيرٍ، و آمرٍ و ناه، و أَدب و تعليم، و سؤال و مسأَلَة، فأَحَقُّ ما اقْتبسه الْعاقل، و الْتمسه الْمتدبر الْفطن، و سعى له الْموفّق الْمصيب، الْعلْم بالدّين، و معرفة ما استعبد اللّه به خلْقه من توحيده، و شرائعه و أَحكَامه، و أَمره و نهيه، و زواجره و آدابه؛ إذْ كانت الْحُجَّة ثابتة، و التَّكْليف لَازماً، و الْعمر يسيرا، و التَّسويف غير مقبول.

و الشَّرطُ من اللَّه- جلَّ ذكْرُه- فيما استعبد به خلْقه أَنْ يؤدُّوا جَميع فرائضه بعلْم و يقين و بصيرة؛ ليكُون الْمؤدي لها محمودا عند ربه، مستوجبا لثوابه و عظيم جزائه؛لأَنَّ الَّذي يؤدي بغير علْم و بصيرة لايدْري ما يؤدّي، و لَا يدْري إلَى من يؤدي، و إذا كَان جاهلا، لَم يكُن علَى ثقة ممَّا أَدّى، و لَا مصدّقا؛ لأَنَّ الْمصدق لَايكُون مصدقا حتى يكُون عارفا بما صدَّق به من غير شك و لَا شبْهة؛ لأَنَّ الشَّاكّ لَايكُون لَه من الرَّغْبة و الرَّهبة و الْخضُوع و التَّقرُّب مثل ما يكُون من الْعالم الْمستيقن، و قدْ قالَ اللَّه عزَّ و جلَّ: «إلّا من شهد بالْحقّ و هم يعلمونَ»[1] فصَارت الشَّهادة مقبولَة لعلَّة الْعلْم بالشَّهادة، و لَو لَاالْعلْم بالشَّهادة، لَم تكُن الشَّهادة مقبولَة.

پس جب ان کی بقاء ادب و تعلیم کے بغیر ممکن نہیں ہے تو واجب ہے کہ ہر صحیح الخلقۃ انسان کے لیے ایک ایسا کامل ادب سکھانے والا، رہبر و رہنما اور امر و نہی کرنے ہو جس سے وہ ادب و علم

---

[1] الزخرف (۴۳): ۸۶: پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے: اور اللہ کے سوا جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ شفاعت کا کچھ اختیار نہیں رکھتے سوائے ان کے جو علم رکھتے ہوئے حق کی گواہی دیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

اور سوال و جواب کر سکے پس عاقل کے لیے سزاوار ہے کہ اور تدبر کرنے والے ذہن شخص کے لیے ضروری ہے اور خدا کی توفیق پانے والے راہ حق پر گامزن شخص کے لیے ضروری ہے کہ دین کا علم حاصل کرے اور ہر اس چیز کو سیکھے جس کے ذریعے خدا کی عبادت کی جاتی ہے اس کی توحید، اس کی شریعت کے احکام اور اوامر و نواہی اور نصیحتیں اور آداب کیونکہ حجت تمام ہو چکی اور احکام کی ذمہ داری لازم ہو چکی ہے اور عمر کم ہے اور سستی قبول نہیں ہونے والی ہے۔

اور خدا کی عبادت کرنے کی شرط یہ ہے کہ اس کے تمام فرائض کو علم و یقین اور بصیرت کے ساتھ انجام دیا جائے تاکہ واجبات ادا کرنے والے کو خدا کے ہاں قابل تعریف اور مستحق ثواب قرار دیا جائے اور اسے عظیم جزاء سے ہمکنار کیا جائے کیونکہ جو شخص علم و بصیرت کے بغیر عمل انجام دیتا ہے اسے علم نہیں کہ وہ کیا انجام دے رہا ہے اور اسے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا وہ کس کے حضور یہ کام انجام دے رہا ہے اور جب وہ جاہل ہو تو اسے اعتماد نہیں جو وہ ادا کر رہا ہے صحیح ہے یا غلط، اور نہ ہی اسے اس کام کی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ تصدیق فقط اس وقت ہو سکتی ہے جب اسے اس چیز کی کامل معرفت حاصل ہو جس کی وہ تصدیق کرنا چاہتا ہے اور اس میں اسے کسی قسم کا شک و شبہ نہ ہو کیونکہ شک کرنے والے کو رضا و رغبت اور خوف و رجا اور اسی طرح خشوع و خضوع اور تقرب کے مراتب حاصل نہیں ہوتے جو علم و یقین رکھنے والے کو نصیب ہوتے ہیں اسی لیے خدا تعالی نے فرمایا: سوائے ان کے جو علم رکھتے ہوئے حق کی گواہی دیں۔

پس گواہی اس وجہ سے قبول ہوئی ہے کہ وہ گواہی کا علم و یقین رکھتے ہیں اور اگر گواہی کا علم و یقین نہ ہو تو ان کی گواہی قبول نہ ہو گی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

[شیخ صدوق کے کلام سے اقتباسات]

اور دیکھو جو شیخ الاسلام رئیس المحدثین محمد بن بابویہ نے من لایحضرہ الفقیہ میں فرمایا: اور اللہ کا فرمان ہے: ہم نے آسمان سے پاک و پاکیزہ پانی نازل کیا[۱]۔

خدا نے فرمایا: ہم نے آسمان سے اندازے میں پانی برسایا اسے زمین میں جمع کیا اور اس کو اٹھانے پر بھی قادر ہیں[۲]۔

اور فرمایا: خدا نے آسمان سے پانی برسایا تاکہ اس سے تمہیں پاک کرے[۳]۔

تو پانی کی اصل آسمان سے ہے اور وہ سب پاک و پاکیزہ ہے[۴]، ان کا کلام تمام ہوا۔

تم پر مخفی نہیں کہ یہ جو فرع آیات سے قائم کی ہے کہ زمین کے اوپر تمام پانی کی اصل آسمان سے ہے اور وہ سب پانی پاک ہے اور پاک کنندہ ہے صرف اس صورت میں درست ہو سکتی ہے کہ جب ظواہر آیات حجت ہوں۔

[محمد تقی مجلسی کی روضۃ المتقین سے اقتباس]

افضل المتاخرین مولانا محمد تقی، خدا ان کی قبر معطر فرمائے، روضۃ المتقین شرح فقیہ میں فرماتے ہیں مصنف نے اصحاب کی پیروی کرتے ہوئے آیات سے استدلال اور استشہاد کیا ہے اگرچہ اخباریوں نے کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ ان کے کلام سے ظاہر ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے کلام کو نہیں سمجھ سکتے حتی ہم اسے صرف امام کے بتانے سے استدلال کر سکتے ہیں۔

---

[۱] قرآن۔

[۲] قرآن۔

[۳] قرآن۔

[۴] من لایحضرہ الفقیہ، شیخ صدوق۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

ممکن ہے کہ مصنف کو کوئی روایت پہنچی ہو کہ معصوم نے ان آیات سے استدلال کیا ہے یا ان کی مراد یہ ہو کہ ہم قرآن کی مفصلات اور متشابہات کو نہیں سمجھ سکتے جبکہ یہ آیات محکمات میں سے ہیں۔

تو اختلاف ہی ختم ہو جاتا ہے کہ استدلال کرنے والے اصولی بھی متشابہات میں جزم و یقین سے حکم نہیں لگاتے اگرچہ ان کی احتمالی تاویلیں ذکر کرتے ہیں[1]۔ان کا کلام تمام ہوا۔

[تبصرہ و تحلیل]

اس میں اشکال ہے کیونکہ جو انہوں نے کہا: کہ شیخ صدوق نے آیات کو اصحاب کی پیروی میں ذکر کیا اس سے قطع نظر کہ وہ ظاہر کے خلاف ہے اس پر تفریع قائم کرنا اس کی تائید نہیں کرتا، نیز اس سے لازم آتا ہے کہ ان سے پہلے والے ہمارے اصحاب بھی قرآن کی حجیت کے قائل تھے اور معلوم ہے کہ وہ ائمہ کے اصحاب تھے اور یہ ہمارے نظریہ کیلئے مفید ہے اور ان کا یہ کلام کہ ممکن ہے کہ اسے کوئی روایت ملی ہو تو یہ ان سے بہت بعید ہے کیونکہ اگر حقیقت میں ایسا کچھ ہوتا تو صدوق وہی روایت ذکر کرتے؛تاکہ وہ مخلوق کے دلوں میں جم جاتی اور قبول کرنے کیلئے زیادہ مفید ہوی کہ ان کی تصنیف کا مقصد بھی یہی تھا نہ کہ دلیل کو ایسے ذکر کریں جو حجت ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

اور ان کا یہ کہنا کہ یا ان کی مراد یہ ہو یہ بھی اعتماد کے قابل نہیں کیونکہ تم نے پہلے جان لیا کہ صاحب فوائد مدنیہ نے تصریح کی ہے کہ آیات کے ظواہر حجت نہیں اور کئی جگہوں پر ظواہر قرآن کی حجیت کے قائلین کی بھرپور طعن و تشنیع کی ہے جیسا کہ فوائد مدنیہ کی طرف رجوع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔

---

[1]۔روضۃ المتقین شرح فقیہ۔

[محمد تقی مجلسی کی لوامع صاحبقرانی سے اقتباس]

نیز مولانا مذکور نے فقیہ مذکور کے خطبہ کی شرح کے دوران لوامع صاحبقرانی میں اس طرح فرمایا:

(جان لو کہ صدوق کے ذہن میں تھا کہ ہر وہ جگہ جہاں آیات نازل ہوئی ہیں ان کو ذکر کریں اس کے بعد روایات کو نقل کریں اس کے بعد اس طریقہ سے پھر گئے؛ کیونکہ مشکل ہے کہ آیات سے استدلال کریں جب تک اس میں ائمہ ہدی علیہم السلام سے کچھ منقول نہ ہو؛

مبادا خدا تعالی پر افتراء باندھا ہو؛ لیکن آیت و حدیث میں کوئی فرق نہیں اگر آیت ظاہر نہ ہو تو نقل نہ کی جائے اس کے باوجود بہت زیادہ روایات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرینؑ سے منقول ہیں جب تمہارے پاس کوئی روایت آئے تو اس کو قرآن پر پیش کرو، اگر قرآن کے مطابق ہو تو عمل کرو اور اگر قرآن کے مخالف ہو تو چھوڑ دو۔

اور احتمال ہے کہ ان اخبار سے مراد وہ روایات ہوں جو غیر معلوم ہوں اور جو روایات متقدمین کے نزدیک معلوم ہوں ان کیلئے اس معنی کی ضرورت نہ ہو۔

اور ان شاء اللہ یہ حقیر بھی ہر باب میں جو آیات وارد ہیں، ذکر کرے گا۔ ان کا کلام تمام ہوا[1]۔

تبصرہ

اگرچہ اس کلام کا اکثر حصہ حق کے مطابق ہے اور درستی پر مشتمل ہے لیکن ان کا یہ کہنا کہ صدوق کی رائے بدل گئی۔ آیات سے استدلال کے بارے میں کتاب فقیہ کی تصنیف کے دوران ان کا ارادہ تبدیل ہو گیا یہ بعید ہے، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ان عبارتوں کو اپنی کتاب سے کاٹ دیتے کہ غلطی کا علم ہو جانے کے بعد اس پر قائم رہنا غلطی سے زیادہ قبیح ہے؛

---

[1]۔ لوامع صاحبقرانی شرح فارسی فقیہ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

اور پھر اپنی کتاب میں بعد میں کہیں بھی آیات سے استدلال نہ کرتے حالانکہ اس کے خلاف ان کی کتاب میں معلوم اور ثابت ہے۔

[فقیہ صدوق کے دیگر اقتباسات]

نیز دیکھ جو شیخ صدوق نے ہی مذکورہ کتاب فقیہ میں فرمایا:

جو روایات منقول ہیں کہ وضو دو مرتبہ ہے ان میں سے ایک ابو جعفر احول کی منقطع سند سے امام صادقؑ سے منقول ہے:

خدا نے ایک ایک بار دھو کر وضو کرنا فرض کیا، رسول ﷺ نے لوگوں کیلئے دو دو بار دھونا سنت کیا اور یہ انکار کیلئے تھا نہ خبر دینے کیلئے، گویا فرمایا: خدا نے ایک حد مقرر کی ہے تو رسول ﷺ نے اس سے تجاوز کر لیا؛ حالانکہ خدا نے فرمایا: جس نے حدود خدا سے تجاوز کیا اس نے خود پر ظلم کیا ہے[1]۔

اور منقول ہے کہ وضو خدا کی حدود میں سے ایک حد ہے تا کہ دیکھے کون اس کی اطاعت کرتا ہے اور کون اس کی نافرمانی کرتا ہے[2]۔[3]

نیز دیکھو جو انہوں نے نماز جماعت اور اس کی فضیلت کے باب میں فرمایا: خدا نے فرمایا: نماز قائم کرو اور زکات دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو[4]۔

تو خدا نے جماعت کا حکم دیا جیسے خود نماز کا حکم دیا ہے۔

---

[1]۔ قرآن۔

[2]۔ من لایحضرہ الفقیہ۔

[3]۔ سابقہ مصدر۔

[4]۔ سابقہ مصدر۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

نیز دیکھو جو نماز شب کے بارے میں فرمایا: خدا نے اپنے نبی سے فرمایا: رات کو تہجد پڑھ یہ تمہارے لیے نافلہ ہے اور امید ہے کہ تیرا رب تمہیں مقام محمود پر مبعوث کرے۔ تو نماز شب رسول خدا خدا کے فرمان فتہجد کی وجہ سے پر فریضہ ہوئی [۱]۔ ان کا کلام تمام ہوا۔

جان لو کہ اس کتاب میں اس کی عبارتیں بہت زیادہ ہیں لیکن جسے یہ تھوڑی مقدار کفایت نہ کرے اسے زیادہ بھی فائدہ نہیں دے گی اس لیے ہم نے اس مقدار پر اکتفاء کیا ہے۔

[مفسر طبرسی کا بیان]

علامہ طبرسی نے مجمع البیان کے شروع میں فرمایا:

جان لو کہ نبی اکرم ﷺ اور ان کے جانشین ائمہ ع سے صحیح السند سے منقول ہے:

قرآن کی تفسیر صرف صحیح روایت کے ذریعہ جائز ہے۔

اور نبی اکرم ﷺ سے نص صریح وارد ہوئی جس نے اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی اگرچہ حق کو پالیا مگر اس نے خطا کی ہے [۲]۔

اور انہوں نے کہا: سابقین کی ایک جماعت قرآن میں رائے سے بات کرنے کو ناپسند کرتے تھے جیسے سعید بن مسیب، عبیدہ سلمانی، نافع، سالم بن عبداللہ وغیرہ۔

اور اس میں نظریہ یہ ہے کہ خدا نے استنباط کی طرف دعوت دی ہے اور اس کی راہ روشن کر دی ہے اس پر اقوام کی مدح کی ہے فرمایا: (استنباط کرنے والے اس کو جان لیں گے [۳])، اور دوسروں کی مذمت کی کہ وہ تدبر کو ترک کرتے ہیں اور اسمیں غور و فکر سے روگردان ہیں فرمایا: (کیا قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہیں) [۴]۔

---

[۱]۔ من لایحضرہ الفقیہ۔
[۲]۔ جوامع حدیث۔
[۳]۔ قرآن۔
[۴]۔ قرآن۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

اور ذکر کیا ہے کہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا ہے، فرمایا: (ہم نے قرآن عربی قرار دیا تاکہ تم عقل سے کام لو)[۱]۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب مجھ سے کوئی حدیث آئے تو کتاب خدا پر پیش کرو جو اس کے مطابق ہو اس کو لے لو اور جو مخالف ہو اس کو دیوار پر دے مارو[۲]۔

تو بیان کر دیا کہ قرآن حجت ہے اس پر احادیث کو پیش کیا جائے تو اگر وہ خود سمجھ نہ آئے تو اس پر پیش کیسے کیا جائے؟

یہ اور اس طرح کی چیزیں دلیل ہیں کہ اس روایت کا ظاہری معنی متروک ہے تو اس کا صحیح معنی یہ ہے کہ صحیح تر یہ ہے کہ جس نے قرآن کو اپنی رائے پر لیا اور اس کے الفاظ کے شواہد پر عمل نہ کیا اور حق کو بھی پالیا تو بھی اس نے دلیل میں خطا کی ہے۔

اور نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے فرمایا: قرآن کی کئی وجہیں ہیں تو اس سے اچھی وجہ مراد لو، اور عبداللہ بن عباس سے منقول ہے: انہوں نے تفسیر کی وجہوں کو چار قسموں میں تقسیم کیا ہے:

۱) ایسی تفسیر جس سے جہالت میں کسی کا عذر قبول نہیں ہے۔
۲) ایسی تفسیر جسے عرب اپنے کلام سے جانتے ہیں۔
۳) ایسی تفسیر جسے علماء جانتے ہیں۔
۴) اور ایسی تفسیر جسے صرف خدا جانتا ہے۔

جس تفسیر سے جہالت میں کسی کا عذر قبول نہیں وہ قرآن میں موجود لازمی تمام احکام اور شریعت کے مسائل ہیں اور توحید کے جملہ دلائل ہیں۔

---

[۱]۔ قرآن۔
[۲]۔ کافی، بحار۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

اور جس تفسیر کو عرب اپنی زبان سے جانتے ہیں وہ لغت کے حقائق ہیں اوران کے کلام کے موضوعات ہیں۔

اور جس تفسیر کو علماء جانتے ہین وہ متشابہہ کی تاویل اور احکام کی فروعا ہیں۔

اور جس تفسیر کو صرف خدا جانتا ہے وہ غیب کی خبریں ہیں جیسے قیامت کی گھڑی[1]۔

[مقدس اردبیلی کا بیان]

اور مولانا احمد اردبیلی نے فرمایا: اس بحث کی تحریر اور تفصیل یہ ہے ک ہ اس روایت کا ظاہری معنی مراد لیا جائے اور اس کے ظاہر کو نہ چھوڑا جائے اور اس کا مضمون صحیح ہے جس کا اعتراف اپنے کلام کے شروع میں کیا جیسے نبی اکرم سے صحیح السند سے منقول ہے اس کا بیان یہ ہے کہ شیخ ابو علی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کے شروع میں فرمایا: تفسیر کا معنی مشکل لفظ کی مراد کو کشف کرنا ہے اور تاویل یہ ہے کہ دو احتمالات میں سے ایک کو اس معنی کی طرف پلٹایا جائے جو دوسرے کے مطابق ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ تفسیر پوشیدہ معنی کو کشف کرنا ہے اور تاویل کسی چیز کی انتہاء اور آخری حد کو جاننا ہے جس کی طرف وہ پلٹتی ہے اور یہ دونوں معنی پہلے کے قریب ہیں۔

پس معنی یہ ہے کہ جس نے تفسیر کی اور بیان کیا اور یقین کیا کہ مشکل لفظ جیسے مجمل و متشابہہ سے مراد یہ ہے جیسے لفظ مشترک لفظی سے کوئی ایک معنی بغیر ترجیح کے مراد لیا جاے اور وہ مرجحات یہ ہیں، نقلی ہوں جیسے خبر منصوص یا اسی طرح دوسری آیت یا ظاہر یا اجماع۔

---

[1]۔ مجمع البیان طبرسی، ج ا مقدمہ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

یا مرجحات عقلی ہو یا معنوی ہو جس سے خصوصی کوئی ایک معنی مراد ہو کسی دلیل کے ذریعہ جو فرد معنی پر مذکورہ دلیل کے علاوہ ہو تو اس نے خطا کی۔

خلاصہ یہ ہے کہ تفسیر بالرائے اور بغیر نقلی دلیل کے جو تفسیر ممنوع ہے وہ غیر ظاہر لفظ سے بغیر دلیل کے مراد کو معین کرنا ہے بلکہ صرف اپنی رائے کی خوبی، میلان اور عقل کو بغیر کسی شرعی قرینہ کے اچھا سمجھنا ہے جیسا کہ بدعت گزاروں کے کلام سے ظاہر ہے اور یہ ان کے کلام کی جستجو کرنے والوں کیلئے ظاہر ہے اور اس سے منع عقائد میں ظاہر ہے اور نقلی روایات سے کشف کرتی ہیں یہ معنی روایات سے بعید نہیں بلکہ ان سے ظاہر یہی ہے[۱]، ان کا کلام تمام ہوا اور ان کے درجات خداوند بلند فرمائے۔

[فوائد مدنیہ میں استر آبادی کا بیان]

صاحب فوائد مدنیہ نے فرمایا: میں کہتا ہوں فاضل صالح-خدا ان کی قبر منور فرمائے- کے کلام سے واضح ہے کہ اس میں اہل ذکر سے اصول فقہ کے متعلقہ احادیث منقول سے غفلت ہے نیز جو روایات اس سے متعلق ہیں جو لوگوں پر اس کی معرفت کے بعد واجب ہے، اور جو کتاب خدا سے متعلق ہیں اور جو کلام رسول ﷺ سے متعلق ہیں۔ اس نے اس میں مکمل غور نہیں کیا یا ان پر شبہہ ہوا جو ان احادیث کو چھوڑنے کا سبب ہوا یا بزعم خود ان کی تاویل کی، ان کے فعل سے بہتر وجہ مراد لینا چاہیے جو ہم نے ذکر کی کیونکہ وہ ہمارے بڑے مقدس علماء میں سے ہیں خدا ان کی روح کو پاکیزہ فرمائے۔

---

[۱]۔ زبدۃ البیان فی تفسیر آیات الاحکام، مقدس اردبیلی۔ مقدمہ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

یہ روایات معنی کے لحاظ سے متواتر ہیں اور صریح ہیں کہ احکام نظری کا کتاب خدا اور سنن نبوی سے استنباط کرنا ائمہ کا کام ہے اس میں رعیت کا کوئی دخل نہیں ہے اور سبب یہ بیان ہوا کہ خدا نے امیر المومنینؑ اور انکی اولاد طاہرین کو ناسخ و منسوخ اور اس کی حقیقی مراد کی تعلیم سے خاص کیا اور یہ تعلیم بھی انہی سے خاص ہے کہ کونسی آیت اپنے ظاہری معنی پر باقی ہے اور کونسی ظاہری معنی پر باقی نہیں ہے۔

اور بہت سی ایسی باتیں ان کے پاس مخفی ہیں اور جو اہل سنت میں مشہور ہے کہ کہ جتنے بھی احکام تفسیر، نسخ، تقیید وغیرہ نبی پاک کے پاس تھے آپ نے وہ اپنے اصحاب پر ظاہر کر دیئے اور اس کو اخذ و نشر کرنے کے اسباب پیدا ہوئے اور آپ کے بعد کوئی فتنہ نہیں ہوا جو بعض ان چیزوں کے مخفی کرنے کا سبب ہو یہ صحیح نہیں ہے۔

دوم ان کی احادیث صریح ہیں کہ آیت استنباط کرنے والے ان کو جان لیں وغیرہ آیات سے خدا کی مراد اہل ذکر ہیں نہ رعیت میں سے ملکہ اجتہاد رکھنے والے۔

اور ابن عباس کے کلام کا معنی واضح ہے اس میں کوئی غبار اور مشکل نہیں ہے۔

وہ یہ ہے کہ بعض معانی قرآن ضروریات دین میں سے ہیں انہیں سب مسلمان جانتے ہیں نماز، زکات، حج کا وجوب یا قرآن سے ہے یا دوسری چیزیں، اور بعض تو ضروریات لغت ہیں، زبان جاننے والا ہر شخص اسے جانتا ہے بعض نظری کسبی ہیں جنہیں صرف علماء جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں ظاہر ہے کہ اہل ذکر سے مراد آل محمد کے علماء ہیں کیونکہ ابن عباس امام امیر المومنینؑ کے شاگرد تھے اور اس نے امام سے سن کر اس کے مطابق کلام کیا۔

اور تہذیب باب زیادات قضاء و احکام میں سعد بن عبداللہ عن محمد بن الحسن عن جعفر بن بشیر ۔۔۔عاصم سے منقول ہے کہ مجھے مولی سلمان نے عبیدہ سلمانی سے حدیث بیان کی میں نے امام علیؑ سے سنا فرمایا: اے لوگو! خدا سے ڈرو اور جو تم نہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

جانتے اس سے لوگوں کو فتنہ میں نہ ڈالو کہ رسول ﷺ نے ایک قول فرمایا جو دوسروں تک پہنچا اور ایک قول فرمایا جس نے اس سے دوسری مراد لی اس نے آپ پر جھوٹ بولا عبیدہ علقمہ اور اسود اور دوسرے لوگ کھڑے ہوئے اور عرض کی اے امیر المومنین! ہم کیا کریں جو ہمیں خبر دی جائے؟ فرمایا: اس کے بارے میں علماء آل محمد سے سوال کیا جائے[۱]۔

کتاب بصائر الدرجات میں باب ائمہؑ کو تفسیر قرآن دی گئی میں اس کو بسند خود نقل کیا ہے[۲]۔

میں کہتا ہوں سوم، مولانا طبرسی کا کلام نقل کیا[۳] اور کہا: میں کہتا ہوں کہ ان کے کلام کا آغاز صریح ہے کہ خدا کی مراد کو عمومات وغیرہ جن کو ظاہر سے پھیرا جاسکتا ہے اور ناسخ و منسوخ معین کرنا جائز نہیں مگر اہل ذکر کی طرف سے دلیل موجود ہو۔

---

[۱]۔ تہذیب الاحکام شیخ طوسی۔

[۲]۔ بصائر الدرجات، محمد بن حسن صفار۔

[۳]۔ مجمع البیان طبرسی، مقدمہ۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

ملحق: روایات کو قرآن پر پیش کرنے کی تکمیل

بہت سے امامیہ محققین اور دانشمندوں نے روایات کی حجیت و اعتبار کی اساسی شرائط کے بارے میں بحث کی ہے[1]، اگرچہ ان بحثوں میں شرائط اور معیارات اعتبار کے درمیان جدائی نہیں کی گئی لیکن یہ فرق کرنا بہتر ہے، اس طرح روایات کے اعتبار کی شرائط درج ذیل ہیں:

روایت کی حجیت کی اساسی شرط یہ ہے کہ وہ خدا تعالی کی کتاب یعنی قرآن کریم سے مخالفت نہ رکھتی ہو، قرآن کریم خدا تعالی کا کلام ہے، اور اس لحاظ سے ہر قسم کی تحریف و تبدیلی سے پاک ہے، اور اس کتاب میں کسی قسم کا تناقض اور باطل داخل نہیں ہو سکتا اور یہ کتاب پورے عالم بشریت کے لیے ہدایت کا سامان ہے.

اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ ہادیان برحق کی طرف منسوب احادیث بھی چونکہ الہی منبع سے مربوط ہوتی ہیں اس لیے وہ کلام الہی سے متناقض نہیں ہو سکتیں۔

[1]. رجوع ہو: طوسی، محمد بن حسن، الاستبصار، ج ۱ ص ۶-۷. سابقہ مولف، العدۃ فی اصول الفقہ، ج ۱ ص ۳۷۹. عاملی حر، محمد بن حسن، الفوائد الطوسیتہ ص ۴۹. سابقہ مولف، الاثنا عشریۃ ص ۹۱-۹۴. طباطبائی، محمد حسین، المیزان، ا ص ۵۹۲. سبحانی، جعفر، الحدیث النبوی بین الروایۃ و الدرایۃ، ص ۵۳. عاملی، جعفر مرتضی، الصحیح من سیرۃ النبی الاعظم ﷺ، ج ۱ ص ۲۶۰-۲۶۱، تفصیل سے ان معیارات اور ملاکات کو جمع کیا ہے. حسین، حاج حسن، نقد الحدیث فی علم الروایۃ و علم الدرایۃ، ج ۲ ص ۱۳-۱۴. باقری، حمید، ضوابط کاربرد روایات اہل سنت در تفسیر قرآن کریم، پایان نامہ دار الحدیث، ۱۳۸۶ش، فصل چہارم، ۱۱۰ اصول و معیارات کی تحقیق کی ہے. نصیری، علی، روش شناسی نقد احادیث، ۳۴۴-۶۸۵.

Presented By: https://jafrilibrary.com

نیز یہ کہ خدا تعالی نے قرآن کو فرقان کے عنوان سے تعارف کرایا ہے یعنی وہ حق و باطل کے درمیان فرق کرنے کا معیار ہے اس لیے اگر روایات کے بارے میں شک و تردید پائی جائے تو ان کو قرآن کے معیار پر پرکھنا ہوگا اور ان میں حق و باطل کا امتیاز کرنا ہوگا.

بلکہ فریقین کی روایات مستفیضہ میں اس اساسی شرط کی بہت تاکید ہوئی ہے کہ روایات کو قرآن پر پیش کرنا چاہیے اور ان روایات کو مفصل سندوں کے ساتھ مسلمان محدثین نے نقل کیا ہے، شیخ اعظم انصاری نے ان روایات کو متواتر اجمالی قرار دیا ہے.[1]

احادیث کو قرآن پر پیش کرنے کی روایات

جو راویات تاکید کرتی ہیں کہ احادیث کو قرآن کریم پر پیش کرنا چاہیے وہ درج ذیل ہیں:

۱. ایوب بن حر نے امام صادق (ع) سے روایت کی.

امام (ع) نے فرمایا: «كلّ شيء مردود إلى الكتاب و السنّة، و كلّ حديث لا يوافق كتاب اللّه فهو زخرف»[2]؛ ہر چیز کتاب و سنت کی طرف پلٹتی ہے اور ہر حدیث جو کتاب خدا کے موافق نہ ہو وہ مزخرف و باطل ہے.

۲. سکونی نے امام صادق (ع) سے روایت کی:

پیغمبر (ص) نے فرمایا: « إنّ على كلّ حقّ حقيقة، و على كلّ صواب نوراً، فما وافق كتاب اللّه فخذوه، و ما خالف كتاب اللّه فدعوه».[3] بے

---

[1]. انصاری، مرتضی بن محمد امین، فرائد الاصول، ج ۱ ص ۱۲۶.

[2]. کلینی محمد بن یعقوب، الکافی، ج ۱ ص ۶۹. برقی، احمد بن محمد بن خالد، المحاسن، ص ۲۲۰، ک: مصابیح الظلم، ح ۱۲۸. عیّاشی، محمد بن مسعود، تفسیر العیاشی، ج ۱، ص ۹، ح ۴. کاشانی، محمد محسن، الوافی، ج ۱، ص ۲۹۷، ح ۲۳۳. عاملی حر، محمد بن حسن، وسائل الشیعۃ، ج ۲۷، ص ۱۱۱، ح ۳۳۳۴۷.

[3]. کلینی محمد بن یعقوب، الکافی ا ص ۶۹. برقی احمد بن محمد، المحاسن، ص ۲۲۶، کتاب مصابیح الظلم، ح ۱۵۰، اس سند کے ساتھ نقل کی: « سکونی، عن إبی عبداللّه، عن آبائہ، عن علیّ علیہم السلام». صدوق محمد بن علی، الأمالی، ص ۳۶۷، مجلس ۵۸، ح ۱۶.

Presented By: https://jafrilibrary.com

شک ہر حق کی ایک حقیقت ہوتی ہے، اور ہر درست بات کا ایک نور ہوتا ہے؛ پس جو چیز خدا کی کتاب کے موافق ہو اسے لے لو اور جو اس کے مخالف ہو اسے چھوڑ دو.

۳. ایّوب بن راشد نے امام صادق (ع) سے روایت کی.

امام (ع) نے فرمایا: «ما لم يوافق من الحديث القرآن فهو زخرف»[۱]. جو حدیث خدا کی کتاب کے مطابق نہ ہو وہ مزخرف ہے.

۴. ابن ابی یعفور نے نقل کیا:

امام صادق (ع) سے اختلاف حدیث کے بارے میں سوال کیا کہ اس کو ثقہ اور غیر ثقہ نقل کرتا ہے؟ فرمایا: جب کوئی حدیث تمہارے پاس پہنچے اور اس پر کتاب خدا یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے شاہد و گواہ موجود ہو تو اس پر عمل کرو ورنہ جو اسے لایا وہ تم سے زیادہ اس کا سزاوار ہے.[۲]

۵. مرسلہ عبد اللہ بن بکیر جو اس نے امام باقر (ع) سے نقل کی:

فرمایا: جب بھی ہماری طرف سے کوئی حدیث تمہارے پاس آئے اور اس پر کتاب خدا سے ایک یا دو شاہد مل جائیں تو اس پر عمل کرو؛ ورنہ اس میں توقف کرو اور اس کو ہماری طرف پلٹا دو یہاں تک کہ تمہارے لیے حقیقت واضح ہو جائے.[۳]

۶. احمد بن میثمی نے امام رضا (ع) سے نقل کیا:

عیاشی، محمد بن مسعود، تفسیر العیّاشی، ج ۱، ص ۸، ح ۲. کاشانی محمد، الوافی، ج ۱، ص ۲۹۵، ح ۲۳۱. عاملی حر، محمد بن حسن، وسائل الشیعہ، ج ۲۷، ص ۱۰۹، ح ۳۳۳۴۳.

[۱]. کلینی محمد بن یعقوب، الکافی ا ص ۶۹. کاشانی محمد محسن، الوافی، ج ۱، ص ۲۹۷، ح ۲۳۴؛ عاملی حر، محمد بن حسن، وسائل، ج ۲۷، ص ۱۱۰، ح ۳۳۳۴۵.

[۲]. کلینی، محمد بن یعقوب، ج ا ص ۶۹. مجلسی، محمد تقی، روضۃ المتقین، ج ۶ ص ۳۴. کاشانی، محمد محسن، الوافی، ا ص ۲۹۵ ح ۲۳۲. عاملی حر، محمد بن حسن، وسائل الشیعۃ، ج ۲۷ ص ۱۱۰ ح ۳۳۳۴۴.

[۳]. کلینی محمد بن یعقوب، الکافی، ۲ ص ۲۲۲ ح ۴.

Presented By: https://jafrilibrary.com

امام نے فرمایا: جب دو مخالف روایات تمہارے پاس پہنچیں تو انہیں قرآن کے حلال و حرام پر پیش کرو جو کتاب خدا کے موافق ہو اس کی پیروی کرو اور جو قرآن میں نہیں اس کو نبی اکرم ﷺ کی سنتوں پر پیش کرو۔[1]

۷۔ راوندی نے بسند خود عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے روایت نقل کی:

امام صادق (ع) نے فرمایا: جب دو مختلف روایات تمہارے پاس آئیں ان کو قرآن پر پیش کرو جو کتاب خدا کے مطابق ہو اس پر عمل کرو اور جو اس کے مخالف ہو اس کو چھوڑ دو۔[2]

۸۔ شیخ طوسی نے بسند خود جابر سے نقل کیا:

امام باقر (ع) نے فرمایا: ہمارے معاملہ میں اور جو کچھ ہماری طرف سے تمہیں پہنچے غور کرو، پس اگر وہ قرآن کے مطابق ہو تو عمل کرو اور اگر اس کے مطابق نہ ہو تو اس کو چھوڑ دو۔[3]

۹۔ طبرسی نے حسن بن جہم سے نقل کیا:

امام رضا (ع) نے فرمایا: جو کچھ ہماری طرف سے تیرے پاس پہنچے تو اسے کتاب خدا اور ہماری احادیث سے مقایسہ کرو، پس اگر وہ ان کے مشابہہ ہو تو ہماری طرف سے ہے ورنہ ہماری طرف سے نہیں ہے۔[4]

---

[1]. صدوق محمد بن علی، عیون اخبار الرضا (ع)، ج۲ص۲۰ح۴۵. عاملی حر، محمد بن حسن، وسائل الشیعۃ، ج۲۷ص۱۱۳ح ۳۳۳۵۴. غور کریں، یہ روایت روایات عامی کے اعتبار کی ادلہ کا قرینہ بن سکتی ہے کیونکہ اس میں نبی اکرم ﷺ کی منقول سنتوں کو روایات کی پرکھ کا معیار قرار دیا گیا ہے۔

[2]. رجوع ہو: استر آبادی، محمد امین، الفوائد المدنیۃ، ص۳۸۱. عاملی حر، محمد بن حسن، وسائل الشیعۃ، ج۲۷ص۱۱۷ح ۳۳۳۶۲. مجلسی، محمد تقی، روضۃ المتقین، ۶ص۴۲. صدوق، محمد بن علی، المقنع، ص۴۵۷، بہ طور مرسل نقل کردہ است.

[3]. طوسی، محمد بن حسن، الامالی، ص۲۳۱ح۴۱۰. استر آبادی، محمد امین، الفوائد المدنیۃ، ص۳۸۳. عاملی حر، محمد بن حسن، وسائل الشیعۃ، ج۲۷ص۱۲۰ح۳۳۳۷۰. شبر، عبداللہ، الاصول الاصلیۃ، ص۴۸۰.

[4]. طبرسی، احمد بن علی، الاحتجاج، ج۲ص۳۵۷. کاشانی، محمد محسن، الوافی، ۱ص۳۱۲. عاملی حر، محمد بن حسن، وسائل الشیعۃ، ج۲۷ص۱۲۱ح۳۳۳۷۳. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج۲ص۲۲۴.

Presented By: https://jafrilibrary.com

۱۰. سدیر نے امام باقر و امام صادق (ع) سے نقل کیا:

فرمایا: ہماری طرف منسوب کسی چیز کی تصدیق نہ کرو مگر وہ کتاب خدا اور نبی اکرم ﷺ کی سنت کے موافق ہو۔[1]

۱۱. کلیب بن معاویہ اسدی نے امام صادق (ع) سے نقل کیا:

فرمایا: جو کچھ ہماری طرف سے تمہارے پاس پہنچے اور خدا کی کتاب کے مطابق نہ ہو تو وہ باطل ہے۔[2]

۱۲. محمد بن مسلم نے روایت کی:

امام صادق (ع) نے اس سے فرمایا: روایت چاہے صالح و نیکو کار کے واسطے سے تمہارے پاس پہنچے یا فاسق و بدکار کے ذریعہ، اگر کتاب خدا کے مطابق ہو تو اس پر عمل کرو اور جو اس کے مخالف ہو اس پر عمل نہ کرو۔[3]

۱۳. یونس بن عبد الرحمٰن کی مشہور طویل روایت کے ضمن میں آیا ہے:

ہشام بن حکم نے امام صادق (ع) سے نقل کیا، فرمایا: ہمارے طرف منسوب کوئی حدیث قبول نہ کرو مگر وہ قرآن و سنت کے موافق ہو یا ہماری سابقہ حدیثوں میں اس پر شاہد و گواہ موجود ہو، کیونکہ مغیرہ بن شعبہ کہ خدا یا اس پر لعنت کرے، اس نے میرے والد گرامیؑ کے اصحاب کی کتابوں میں ایسی حدیثیں داخل کر دیں جو میرے والدؑ نے

---

[1]. عیاشی، محمد بن مسعود، تفسیر العیاشی، ج۱ص۹. عاملی حر، محمد بن حسن، وسائل الشیعۃ، ج۲۷ص ۱۲۳ح۳۳۳۸۰. نیز یہ روایت، روایات عامی کے اعتبار کی ادلہ کے قرائن میں شمار ہو سکتی ہے۔

[2]. برقی، احمد بن محمد، المحاسن، ا ص۲۲۱. مفید، محمد بن محمد، رسالۃ فی المہر، ص۲۸. شبر، عبد اللہ، الاصول الاصلیۃ، ص۱۸۱. نوری، حسین، مستدرک الوسائل، ۱۷ص ۳۰۴ح۲۱۴۱۸.

[3]. عیاشی، محمد بن مسعود، تفسیر العیاشی، ج۱ص۸. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج۲ص ۲۴۴. طبرسی، علی بن حسن، مشکاۃ الانوار، ص۱۵۳. بحرانی، ہاشم، البرہان فی تفسیر القرآن، ج۱ص۶۸. نوری، حسین، مستدرک الوسائل، ج۱۷ص ۳۰۴ح۲۱۴۱۶.

Presented By: https://jafrilibrary.com

نہیں کہی تھیں۔ پس خدا کا خوف کرو، اور جو خدا کے کلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مخالف ہو وہ ہماری نسبت قبول نہ کرو۔[1]

۱۴. ہشام اور دوسرے راویوں نے امام صادق (ع) سے نقل کیا:

پیغمبر (ص) نے فرمایا: اے لوگو! جان لو جو چیز میری طرف سے تمہارے پاس پہنچے اور کتاب خدا کے موافق ہو تو وہ میں نے کہی، اور جو خدا کی کتاب کے مخالف ہو وہ میں نے نہیں کہی۔[2]

۱۵. مقبولہ عمر بن حنظلہ میں امام صادق (ع) سے منقول ہے کہ آپؑ نے شہرت کے ذریعہ ترجیح کے معیار کو ذکر فرمایا تو راوی کا بیان ہے:

میں نے کہا: اگر دو مشہور روایتیں ہوں اور دونوں کے راوی بھی ثقہ و معتمد ہوں؟ فرمایا: دیکھا جائے گا، جس کا حکم کتاب خدا اور سنت سے مطابقت رکھتا ہو اور عامہ سے مخالف ہو تو اسے لے لو اور جس کا حکم کتاب خدا اور سنت سے مخالف ہو اور عامہ کے موافق ہو اسے ترک کردو[3]۔

---

[1]. کشی، محمد بن عمر، رجال الکشی، ۲۲۴ح۴۰۱. مجلسی، محمد تقی، روضۃ المتقین، ج۱۴ص۴۵۹. بحرانی، یوسف، الحدائق الناضرۃ، ج۱ص۹. سابقہ مولف، الدرر النجفیۃ، ج۲ص۳۱۶. شبر، عبد اللہ، الاصول الاصلیۃ، ص۱۸۵. یہ معتبر و مشہور روایت بھی عامی روایات کے اعتبار کی ادلہ میں شمار ہوسکتی ہے۔

[2]. برقی، احمد بن محمد، المحاسن، ۱ص۲۲۱. کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، ج۱ص۶۹. مجلسی، محمد تقی، روضۃ المتقین، ۶ص۳۶. کاشانی، محمد محسن، الوافی، ج۱ص۲۹۸ح۲۳۵. عاملی حر، محمد بن حسن، وسائل الشیعۃ، ج۲۷ص۱۱۱ح۳۳۳۴۸.

[3]. کلینی، محمد بن یعقوب، ۱ص۶۷ح۱۰. صدوق، محمد بن علی، من لایحضرہ الفقیہ، ج۳ص۸ح۳۲۳۲. طوسی، محمد بن حسن، تہذیب الاحکام، ج۶ص۳۰۱ح۸۵۴. مجلسی، محمد تقی، روضۃ المتقین، ج۶ص۲۷. کاشانی، محمد محسن، الوافی، ۱ص۲۸۵ح۲۲۹. عاملی حر، محمد بن حسن، وسائل الشیعۃ، ج۲۷ص۱۰۶ح۳۳۳۳۴. جہاں یہ روایت سنت نبوی کے معیار ہونے کی بدولت عامی روایات کے اعتبار کی ادلہ کے قرائن میں شمار ہوسکتی ہے وہاں اس میں مخالفت عامہ کا معیار مشکل ساز ہے کیونکہ عموما اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ اس معیار کی بدولت عامہ کی تمام روایات اور ان کے تمام راویوں کی مخالفت کی جائے حالانکہ غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ اس میں دو متعارض روایات کا راہ حل پیش کیا گیا اور عامی روایات کے اعتبار کی بحث مقام تعارض

Presented By: https://jafrilibrary.com

یہ روایات شیعہ امامیہ کی کتب حدیث میں پائی جاتی ہیں اسی طرح عامہ کی کتب حدیث میں بھی ایسی حدیثیں ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

۱. عبد اللہ بن عمر نے پیغمبر (ص) سے نقل کیا، فرمایا:

> عنقریب میرے نام سے حدیثیں مشہور ہونگی، پس ہر وہ حدیث جو میری طرف سے تمہارے پاس پہنچے تو خدا کی کتاب کو پڑھنا اور اس میں غور کرنا، پس جو خدا کی کتاب سے مطابق ہو وہ میں نے کہی اور جو اس کے موافق نہ ہو وہ میں نے نہیں کہا۔[1]

۲. نیز پیغمبر (ص) سے نقل ہوا فرمایا:

> جو میری طرف سے تمہارے پاس پہنچے اسے خدا کی کتاب پر پیش کرو پس جو قرآن کے مطابق ہو وہ میری طرف سے ہے اور جو قرآن کے مخالف ہو وہ میری طرف سے نہیں ہے۔[2]

۳. نیز امام علی (ع) کے واسطہ سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا، فرمایا:

عنقریب میری طرف سے روایت کرنے والے حدیثیں نقل کریں گے، پس انہیں قرآں پر پیش کرنا جو اس کے مطابق ہوں ان پر عمل کرنا ورنہ انہیں چھوڑ دینا۔[3]

۴. نبی اکرم ﷺ کے صحابی ثوبان نے آپؐ سے نقل کیا فرمایا:

اور روایات کے باہمی اختلافات سے وسیع دائرہ رکھتی ہے بہت سے ایسے موارد جہاں روایات کا باہمی تعارض نہیں اور حجیت کی شرائط و معیارات بھی پائے جاتے ہیں ان میں اس قانون کو جاری نہیں کیا جاسکتا ہے غور کریں۔

[1]. طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، ج۱۲ص۳۱۶. ہیثمی، علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد، ج۱ص۱۷۰. ہندی، متقی، کنز العمال، ج۱ص۱۱۱ح ۹۹۳. علی جمعہ، جامع الاحادیث ج۱۳ص۲۲۱ح۱۲۹۷۹.

[2]. جصاص، احمد بن علی رازی، احکام القرآن، ج۱ص ۲۵۳و ج۴ص۲۰۱. عکبری، محمد بن محمد، ابن بطہ، الابانۃ الکبری، ج۱ص۱۰۹ح۱۰۴. بیہقی، احمد بن حسین، معرفۃ السنن والآثار، ج۱ص۸ ح۶. قرطبیؒ، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، ج۱ص ۳۸. رازی، محمد بن عمر، مفاتیح الغیب، ج۱۰ص۳۶و۱۶۱وج۱۱ص ۲۰۶و۳۰۷.

[3]. دار قطنی، سنن دار قطنی، ج۴ص ۱۳۴. نیز اس کو نبی اکرم ﷺ کی طرف نسبت کے بغیر امام علیؑ سے روایت کیا ہے: رجوع ہو: ہندی، متقی، کنز العمال، ج۱ص۱۹۷ح ۹۹۴. دمشقی، علی بن حسین، تاریخ دمشق، ج۵۵ص ۷۷. علی جمعہ، جامع الاحادیث، ج۱۳ص ۲۶۳ح۱۳۰۶۹.

Presented By: https://jafrilibrary.com

میری حدیث کو قرآن پر پیش کرو پس جو اس کے مطابق ہو وہ میری طرف سے ہے اور وہ میں نے کہی ہے.[1]

اس طرح یہ مطلب نبی اکرم ﷺ کے بعض اصحاب کے کلام میں بھی مورد تاکید واقع ہوا ہے جیسا کہ معاذ سے نقل ہوا ہے:

ہر کلام کو خدا کی کتاب پر پیش کرو لیکن قرآن کو کسی کلام پر پیش نہ کرو.[2]

اور ابی بن کعب سے نقل ہوا ہے:

خدا کی کتاب کو امام اور پیشوا جانو اور اس کو قاضی اور حکم کرنے والا قرار دو.[3]

اور ابن عباس سے نقل ہوا:

جب مجھ سے سنو کہ نبی اکرم ﷺ سے حدیث بیان کرتا ہوں اور اس کو قرآن میں نہ پاؤ تو جان لو کہ جھوٹ کہا.[4]

اور عبد اللہ بن مسعود سے نقل ہوا:

دیکھو جو کچھ قرآن کے مطابق ہوا سے لے لو اور جو اس کے مخالف ہو اسے چھوڑ دو.[5]

تبصرہ و تحقیق:

یہ روایات مستفیضہ جنہیں فریقین نے نقل کیا ہے واضح طور پر دلالت کرتی ہیں کہ روایات چاہیے عامی ہوں یا خاصی، ان کی حجیت و اعتبار کی اساسی و بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کے مخالف نہ ہوں، اور اپنے عموم اور وسیع معنی کے ذریعہ عامی نبوی روایات کو شامل ہیں؛ بالخصوص اس لیے کہ ائمہ معصومینؑ کے زمانہ میں جب روایات کو قرآن پر پیش کرنے کی تاکید پر مشتمل

---

[1]. طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، ج ۲ ص ۷ ۹ ا ح ۱۴۲۹. ہیثمی، علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد، ج ا ص ۱۷۰. ہندی، متقی، کنز العمال، ج ۱۹۶۱ اح ۹۹۲. و ص ۹ ۷ ا ح ۹۰۷. علی جمعہ، جامع الاحادیث، ج ۵ ص ۹۹ ۴ ح ۴۵۶۹.

[2]۔ ہندی، متقی، کنز العمال، ج ۱۳ ص ۵۸۵.

[3]. ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ا ص ۳۹۲.

[4]. دارمی، عبد اللہ بن بہرام، سنن الدارمی، ج ا ص ۱۴۶.

[5]. نمری، یوسف بن عبد البر، جامع بیان العلم و فضلہ، ج ۲ ص ۴۲.

Presented By: https://jafrilibrary.com

روایات صادر ہوئیں نبی اکرمﷺ کی عامی روایات ان ذوات کے سامنے تھیں، اور بعض موارد میں توان روایات کے بارے میں سوال بھی ہوا، اور ائمہ معصومینؑ نے ان موارد میں کتاب خدا کا حوالہ دیا۔

لیکن ان روایات کے بارے میں چند زاویوں سے بحث واقع ہوئی ہے، ایک یہ کہ بعض عامی دانشمندوں کو ان روایات کے بارے میں شبہہ پیدا ہوگیا اور وہ فکر کرنے لگے کہ یہ روایات احادیث کی حجیت کا دائرہ بہت محدود کر دیتی ہیں بلکہ روایات کی مستقل حجیت کا کوئی مقام نہیں رہتا؛ چونکہ اگر مراد یہ ہو کہ فقط وہ روایات حجت ہیں جن کا مضمون قرآن کریم میں ہے تو بہت سے وہ موضوعات جن کا ذکر قرآن کریم میں نہیں ہوا جبکہ وہ روایات میں بیان ہوئے ہیں تو ان سب روایات کو رد کرنا لازم ہوگا اور یہ بات قابل قبول نہیں اس لیے ان علماء نے شدت سے ان روایات پر تنقید کی اور کہنے لگے:

> خدا تعالی نے بہ طور مطلق نبی اکرمﷺ کے احکام کی پیروی اور اطاعت کا حکم دیا ہے اور اس کو کسی چیز سے مقید و مشروط نہیں کیا ہے، جیسا کہ ہمیں قرآن کی اطاعت و پیروی کا حکم کیا ہے اور ایسا ہر گز نہیں ہے جیسا گمراہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ نبی اکرمﷺ کی اطاعت قرآن کی موافقت سے مشروط ہے۔[1]

[1]. نمری، یوسف بن عبد البر، جامع بیان العلم و فضلہ، ج۲ ص ۲۳۳۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

اس طرح کے بیانات بیہقی[۱]، خطابی[۲]، عبد الرحمٰن بن مہدی[۳]، یحییٰ بن معین، شافعی[۴]، و دار قطنی[۵] اور شوکانی سے نقل ہوئے. اور ان علماء نے ان احادیث کو جعلی قرار دیا اور کہا کہ یہ حدیث خود اپنے آپ کو باطل کرتی ہے؛ کیونکہ سنت کی حجیت و اعتبار میں یہ شرط قرآن میں نہیں آئی ہے[۶]

ان کے مقابلے میں، بہت سے دوسرے عامی علماء نے ان روایات کا دفاع کیا اور ان کے معنی پر ایمان رکھا اور قرآن کریم کے مخالف روایات کو باطل قرار دیا ہے اور مقام عمل میں روایات کو اس شرط پر پرکھا ہے.[۷]

اسی طرح بہت سے امامی علماء نے ان مستفیضہ روایات کی بناء پر روایات کی حجیت میں اس شرط کو بیان کیا اور ان روایات کے معنی پر اعتقاد کا اظہار کیا ہے.[۸] [اگرچہ اخباری گروہ ان روایات کے حوالہ سے مشکل کا شکار ہو گیا تھا؛ ایک طرف وہ روایات کی حجیت کے دائرہ کو وسیع قرار دیتے تھے اور دوسری طرف فہم قرآن کو معصومینؑ سے مختص قرار دیتے تھے اس لیے اس معیار میں مشکل کا شکار تھے]۔

---

[۱]. بیہقی، احمد بن حسین، دلائل النبوۃ، ج۱ص۲۶.

[۲]. رجوع ہو: طیّبی، حسین بن عبد اللہ، الخلاصۃ فی اصول الحدیث، ص۸۵.

[۳]. رجوع ہو: نمری، یوسف بن عبد البر، جامع بیان العلم و فضلہ، ج۲ص۲۳۳.

[۴]. شافعی، محمد بن ادریس، اختلاف الحدیث، ص۳۳. سابقہ مولف، الرسالۃ، ص۲۲۴.

[۵]. دار قطنی، علی بن عمر، سنن الدار قطنی، ج۴ص۱۳۴.

[۶]. رجوع ہو: عاملی، جعفر مرتضی، الصحیح من سیرۃ النبی الاعظم (ص)، ج۱ص۲۶۱-۲۷۳. نصیری، علی، روش شناسی نقد احادیث، ص۳۵۶-۳۵۹.

[۷] بغدادی، احمد بن علی، الکفایۃ فی علم الدرایۃ، ص۲۶۹. سرخسی، محمد بن احمد، اصول السرخسی، ا ص۳۶۴. رازی، محمد بن عمر، المحصول من علم الاصول، ج۳ص۹۱. سابقہ مولف، مفاتیح الغیب، ج۱۰ص۳۶ و۱۶او ج۱۱ص۲۰۶و۳۰۷. آمدی، علی بن محمد، الاحکام فی اصول الاحکام، ج۲ص۳۲۵. شاطبیّ، ابراہیم بن موسی، الموافقات، ص۶۸۰-۶۸۲.

[۸]. صدوق، محمد بن علی، من لایحضرہ الفقیہ، ج۱ص۳۳۵. کہا ہے: «روایات کو قرآن کے الفاظ سے مخالف نہیں ہونا چاہیے». مرتضی، علی بن حسین، رسائل الشریف المرتضی، ج۱ص۴۰۹. طوسی، محمد بن حسن، تہذیب الاحکام، ج۷ ص۲۷۵. خوئی، ابو القاسم، اجود التقریرات (درس نائینی)، ج۱ص۵۰۵. فیاض، محمد اسحاق، محاضرات فی اصول الفقہ، (درس خوئی)، ج۲ص۱۰۷. بہسودی، واعظ، مصباح الاصول، (درس خوئی) ج۳ص۴۰۷.

Presented By: https://jafrilibrary.com

دوسری بحث یہ ہے کہ شیعہ امامیہ کے اصولیوں میں سے شیخ انصاری نے تفصیل سے ان روایات کے معنی کے بارے میں تحقیق کی ہے کہ ان سے احادیث کا قرآن کریم سے مطابقت رکھنا ضروری ہے یا احادیث کا قرآن کریم کے معنی سے مخالفت نہ رکھنا کافی ہے؟

جواب میں فرماتے ہیں:

قرآن کریم پر روایات کو پیش کرنے والی روایات معنی متواتر ہیں، اور ان کے دو گروہ ہیں:

۱. وہ روایات جو مخالف قرآن روایات کو چھوڑنے پر دلالت کرتی ہیں.

۲. وہ روایات جو ایسی روایت کو چھوڑنے کا حکم دیتی ہیں جو قرآن کے ساتھ موافقت نہ رکھتی ہو.

پہلی قسم کی روایات اس روایت کو چھوڑنے پر دلالت نہیں کرتیں جس کا معنی قرآن و سنت میں نہ ہو.[1]

پھر حدیث کے قرآن سے مخالف ہونے کے مفہوم کی تحقیق کی اور اس سوال پر توجہ کی کہ کیا مخالفت سے مراد تباین کلی کی صورت ہے یا تخصیص و تقیید کو بھی شامل ہے؟

شیخ انصاری نے دوسری قسم کی روایات کی تحقیق میں یہ فرمایا ہے:

ان روایات کا جواب جن میں اس روایت کو چھوڑنے کا حکم ہے جو قرآن کریم کے موافق نہ ہو یا کتاب و سنت سے اس پر کوئی گواہ نہ ہو یہ ہے:

اولاً قبول کرنا چاہیے کہ بعض روایات جو (بظاہر) قرآن کریم سے موافقت نہیں رکھتیں ائمہ (ع) سے صادر ہوئی ہیں، جیسا کہ کتاب احتجاج و عیون اخبار[2] کی روایت اس پر دلالت کرتی ہے.

---

[1]. انصاری، مرتضی بن محمد امین، فرائد الاصول، ج ۱ ص ۲۴۵.

[2]. طبرسی، احمد بن علی، الاحتجاج، ج ۲ ص ۱۰۵. صدوق، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا (ع)، ج ۲ ص ۲۱.

Presented By: https://jafrilibrary.com

ثانیاً اس قسم کی روایات کے مضمون کو اسی معنی میں لینا ہوگا جس میں پہلی قسم کی روایات کو لیا گیا اور کہنا پڑے گا کہ کتاب و سنت کی مخالفت روایات کو چھوڑنے کا حکم ہے.

ثالثاً دوسری قسم کی روایات کی دو قسمیں ہیں:

۱. وہ روایات جو کہتی ہیں :ہر وہ چیز جو قرآن کے مطابق نہ ہو ، زخرف و باطل است، یہ اصول دین سے متعلقہ روایات ہیں. یا کہیں احادیث کی قرآن و سنت سے مطابقت سے مراد آیات کے باطن سے مطابقت ہے کہ ان سے صرف ائمہ (ع) آگاہ ہوتے ہیں. جیسا کہ ائمہ (ع) نے بہت سی آیات سے ایسے مطالب پر استشہاد کیا جن کی دلالت کو ہم نہیں سمجھتے تھے.

۲. وہ روایات جو کہتی ہیں کہ ایسی راویات کی تصدیق جائز نہیں ہے جن پر قرآن کریم سے شاہد موجود نہ ہو ، مراد غیر ثقہ افراد کی روایت یا ایسی روایت ہے جس کے مخالف دلیل موجود ہو، جیسا کہ متعارض روایات کا حل پیش کرنے والی بعض روایات سے سمجھا جاتا ہے.[1]

عامہ کے بعض علماء کے کلام میں بھی یہی معنی مراد ہے کہ وہ قرآن کے مخالف حدیث کو خبر واحد میں اس کی عدم حجیت کا موجب سمجھتے ہیں.[2]

امامیہ کے ایک معاصر محقق خبر واحد کی حجیت کے شرائط کو بیان کرتے ہوئے اس کی قرآن سے مخالفت کو بھی شمار کرتے ہیں.[3]

---

[1]. انصاری، مرتضی بن محمد امین، فرائد الاصول، ج۱ص۲۵۱.

[2]. بغدادی، احمد بن علی، الکفایۃ فی علم الدرایۃ، ص۴۷۲. شیرازی، ابو اسحاق، ابراہیم بن علی، اللمع فی اصول الفقہ، ص۲۳۵. غزالی، محمد بن محمد، المستصفی، ص۱۱۳.

[3]. محسنی، محمد آصف، معجم الاحادیث المعتبرۃ، ج۱ص۲۴.

Presented By: https://jafrilibrary.com

شیخ صدوق نے علل وفقیہ میں ایک عامی سند روایت نقل کی پھر فضل بن شاذان سے نقل کیا کہ یہ روایت خدا کی کتاب سے موافقت کی وجہ سے صحیح ہے.[1] اور اس قسم کی دوسری روایات عامی روایات کے اعتبار کی تحقیق میں انہیں بیان کیا جائے گا.

---

[1]. صدوق، محمد بن علی، علل الشرائع، ج۲ص۵٦۹. سابقہ مولف، من لایحضرہ الفقیہ، ج۴ص۲۵۹ح۵٦۰۳. رجوع ہو: طوسی، محمد بن حسن، تہذیب الاحکام، ج۹ص۲۵۰ح۹٦۴. کاشانی، محمد محسن، الوافی، ج۲۵ح۱۲۷. عاملی حر، محمد بن حسن، وسائل الشیعۃ، ج۲٦ص۸۲و۱۹۸. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج۱۰۱ص۳۳۲.

Presented By: https://jafrilibrary.com

اشاعت میراث علمی مکتب اہل بیت علیہم السلام

پندرہ صدیوں میں اہل بیت ع کے ماننے والوں نے مختلف علوم وفنون دینی میں اپنی تحقیقات کے جوہر دکھائے ہیں اور ہزاروں بلکہ لاکھوں کتب تالیف کی ہیں جن کی طویل و عریض فہرستیں شائع ہوئیں۔ ان میں برصغیر کے علماء امامیہ نے مذہب تشیع کی بھرپور خدمت کی ہے۔ مکتب اجتہاد برصغیر نے علمی آثار میں بیش بہا خدمات پیش کی ہیں ان تمام علمی میراث وآثار کی نشر واشاعت کیلئے موضوعاتی کام پر توجہ دی گئی ہے۔ علم اصول فقہ شیعہ کے سلسلے میں اب تک میراث علمی مکتب اہل بیت ع نے کافی کتب و رسائل نشر کئے ہیں:

۱) تذکرہ اصول فقہ، شیخ مفید، ۴۱۳ ہجری، یہ کتاب شیعہ علم اصول کی قدیم ترین کتب میں سے ہے جس کی تحقیق پیش کی گئی۔

۲) الذریعہ الی اصول الشریعۃ سید مرتضی شاگرد شیخ مفید۔

۳) عدۃ الاصول شیخ طوسی، ۴۶۰۔

۴) معتبر الاصول محقق حلی۔

۵) معارج الاصول محقق حلی۔

۶) مبادی الاصول علامہ حلی۔

۷) معالم الاصول فرزند شہید ثانی۔

۸) سہل الوصول الی علم الاصول

۹) قواعد فقہیہ فی المذہب الجعفری۔

۱۰) استنباط احکام میں عقل کا کردار، سید زاہد شیرازی۔

۱۱) شرح مباحث الفاظ کفایہ محافظ علی نجفی۔

۱۲) وسیلۃ الرسول ترجمہ و تحقیق کتاب مستطاب اساس الاصول، علامہ دلدار علی غفرانمآب لکھنوی نجفی، ۱۲۳۵، یہ مذکورہ تحقیق شیعہ اصول کی اساسی ابحاث پر مشتمل ہے جو چند جلدوں نشر ہوئی۔

خدا سے دعا ہے کہ یہ سلسلہ جلیلہ مکتب اہل بیت ع کی علمی میراث اور تحقیقی آثار کے احیاء میں مفید واقع ہو اور خدا کی بارگاہ میں قبول ہو۔ اور محققین کی توفیقات خیر میں اضافہ کا موجب ہو۔

Presented By: https://jafrilibrary.com